ابتدائیہ محمد رحمت اللہ

رمضان المبارک کے بعد

رحمتوں کا مہینہ اپنی تمام برکتوں کے ساتھ امت کے سر پر سایہ فگن ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے خوش نصیب بندے اعمال رمضان کی ادائیگی میں مشغول ہوگئے۔ اپنی ہمت کے موافق روزوں کا اہتمام کرنے، نمازوں خصوصاً تراویح کی ادائیگی، اس میں قرآن پاک کے سننے سنانے، سحری کے ساتھ تہجد اور دعاؤں کے معمول کو پورا کرنے، افطاری کے وقت رب جلیل کی بارگاہ میں قبولیت کی درخواست کرنے جیسی سعادتوں کے حصول میں مشغول ہوگئے۔ جن لوگوں کو توفیق نصیب ہوئی انہوں نے تلاوت کلام الٰہی، تسبیحات و وظائف، درود شریف اور قرآن و حدیث کے مبارک علوم سے بھی سیرابی حاصل کی۔ ماہ مبارک کی کرم فرمائیوں کے نتیجے میں عام مسلمان بھی مساجد کی طرف راغب رہتے ہیں جس کی بنا پر معمول کے بر خلاف ان مساجد کی آبادی روز افزوں ہوتی ہے نمازیوں اور عبادت کرنے والوں کے ذریعہ ہی یہ مسجدیں پُر رونق ہوتی ہیں اور ہر مسجد شریف میں چہل پہل بھی محسوس ہوتی ہے۔ بعض بلکہ اکثر امام حضرات یا دعوت و تبلیغ سے تعلق رکھنے والے احباب رمضان المبارک، روزوں، اعتکاف، شب قدر اور ان کے ضمن میں دیگر

فضائل و مسائل پر مشتمل کتابیں سننے سنانے کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مطابق حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرتب کردہ چھوٹا سا رسالہ فضائل رمضان جو آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ، علماء و مشائخ کی تحقیقات کے خلاصہ پر مشتمل نہایت آسان اردو زبان میں موجود ہے اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے ہزاروں مساجد میں پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ اس کا نفع بھی بہت ہے اور یقیناً یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا اس میں موجودہ زمانے میں پائے جانے والے ہم جیسے لوگوں کے لئے سبق ہے کہ جب اللہ کے بندے کمال اخلاص سے کوئی خدمت انجام دیتے ہیں تو اللہ پاک ایسے بندوں کی محنت کو ضائع نہیں کرتے اور اس کا فیض عام کر دیتے ہیں۔ جس کی ایک مثال یہ رسالہ فضائل رمضان بھی ہے۔

بہت سے شوقین حضرات اس مہینہ کو عبادت الٰہی کے لئے خاص کرتے ہیں اور صرف آخری عشرہ ہی نہیں بلکہ پورے مہینہ کو یکسوئی کے ساتھ گذارنے کے لئے کسی مسجد شریف میں اللہ کے عالی دربار میں ڈیرہ ڈال دیتے ہیں بعض لوگ اپنے مشائخ کی خدمت میں جا کر اپنے قیمتی اوقات کو ان کی صحبت میں گذارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس ماہ کا خصوصاً آخری عشرہ تو خاص عنایات کا ہوتا ہے۔ شب قدر کی تلاش میں راتوں کو جاگنے کا اہتمام، ان میں قیام اور اعمال

کی کوشش میں ہر شب شب قدر است کا منظر پیش کرتی ہے۔بعض شوق والے ان راتوں میں مسلسل شب بیداری کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے راز و نیاز حاصل کرتے ہیں۔قرآن پاک کی زبانی لعلکم تتقون، احادیث مبارک کی لغت میں رحمت، مغفرت اور عتق من النار کی بشارتوں کے پیش نظر اس ماہ کی قدر دانی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار بندے سعادت مندی حاصل کرتے ہیں اور ان کی زندگیوں میں تبدیلی بھی صادر ہوتی ہے۔ حدیث پاک کے ارشاد مبارک کے مطابق الصوم جُنة کی کیفیت حاصل کر کے بہت سے حضرات گناہوں سے بچنے کی سعادت سے مشرف ہوتے ہیں۔اس سے زندگی پر نہایت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس کی تمنا بہت مرتبہ انسان اپنی زندگی میں کرتا رہتا ہے کہ کاش میں گناہوں سے بچ جاتا۔کاش میرے اندر نیکی کا جذبہ بیدار ہوتا۔رمضان المبارک کے نورانی ماحول میں توفیق الٰہی سے یہ کیفیات انسان کو نصیب ہو جاتی ہیں۔

کتنے لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی وسعت کے مطابق مواساۃ اور ہمدردی میں بے شمار مستحقین کی خدمت انجام دیتے ہیں۔غریبوں کی مدد، مصیبت زدوں پر شفقت اور مسکینوں کی غمخواری کرتے ہیں۔روزہ داروں کو افطار کرا کے قلب میں خاص قسم کی لذت اور مسرت محسوس کرتے ہیں جبکہ مال کی محبت عام طور پر

آدمی کو خرچ کرنے کی اجازت نہیں دیتی لیکن یہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بہت سے خوش قسمت اپنے حلال مال کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے اس مہینہ میں خصوصی طور پر خرچ کر کے خوشیاں محسوس کرتے ہیں۔ و ذالك فضل الله يو تيه من يشاء۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ عالی سے یہ عنایتیں نصیب ہوئیں تو یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ نعمت کی قدر دانی سے ہی نعمت بڑھتی ہے ورنہ حاصل کی ہوئی چیز بھی ضائع ہو جاتی ہے۔کسی نعمت کا حاصل کرنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ حصول کے بعد اس کی حفاظت اور رکھوالی ضروری ہوتی ہے۔معمولی غفلت کی بنا پر بسا اوقات قیمتی چیز ضائع ہو جاتی ہے۔اسی طرح سے یہ قیمتی نعمتیں جو ماہ مبارک میں نصیب ہوئیں ان کی رکھوالی اور حفاظت بھی بہت ہی اہم ہے۔معمولات جن کو عمل میں لایا گیا ان کو بقدر سہولت جاری رکھنا بھی حفاظت کا بڑا ذریعہ ہے اس کی کوشش کرنی چاہیے۔

یہاں پورا مہینہ روزے رکھے۔شوال المکرّم میں چھ روزے نفل رکھنے کی حدیث پاک میں بڑی فضیلت آئی ہے،اسی طرح سے ہر ہفتہ پیر اور جمعرات کے دن کا روزہ ایام بیض یعنی ہر قمری مہینہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ، محرم الحرام میں عاشورہ کے موقعہ پر اور مختلف اوقات کے نفل روزوں کی ترغیب

آئی ہے۔فرض نمازوں کی تکبیر اولیٰ،صف اولیٰ اور باجماعت ادائیگی کے ساتھ ساتھ سنن موکدہ اور غیر موکدہ کا اہتمام،تہجد،اشراق،چاشت،اوابین کے علاوہ تحیۃ المسجد،تحیۃ الوضواور مختلف مواقع کی نفل نمازوں کا خیال کرنا بھی نفع بخش ہے مختلف سورتوں کے مختلف اوقات اور ایام کی مناسبت سے فضائل وارد ہوئے ہیں مثلاً شروع دن میں سورہ یاسین شریف شام کو سورہ ملک،سورۂ واقعہ،اسی طرح جمعہ کے دن سورہ کہف وغیرہ وغیرہ سورتوں کے اہتمام کے علاوہ نمازوں میں مسنون قرأت اور روزانہ کی مسلسل تلاوت بھی اہم عمل ہے جس کی پابندی کرنی چاہیے۔اس کے علاوہ صبح شام کی تسبیحات اور ہر موقعہ پر حدیث پاک میں وارد ہونے والی دعاؤں کا پڑھنا اور ذکر اللہ جیسے رمضان المبارک میں معمول تھا ان اعمال کو اپنے چوبیس گھنٹہ کے نظام میں ترتیب سے داخل کرنا بہت ہی ترقی کا باعث بنتا ہے۔اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا،مستحقین کے ساتھ حسن سلوک اور حقوق العباد کی ادائیگی کی کوشش کرنا بھی اس میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ اس معاملہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ جس ماحول کے نتیجے میں یہ نعمتیں نصیب ہوئیں اس ماحول کا بار بار تصور کر کے اپنے نیک ماحول کی حتی المقدور حفاظت کی جائے۔خصوصاً کسی بھی ماحول کو اختیار کرنے سے

****

پہلے اس کو اچھی طرح سے دیکھنا کہ یہ صحبت صالحہ بنے گی یا اس کے خلاف اس کا خیال رہے۔اس کی جانب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جامع کلام میں رہبری فرمائی ہے ارشاد ہے کہ المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل۔آدمی اپنے دوست واحباب کے طور طریقہ پر چلا جاتا ہے۔پس اچھی طرح آدمی کو دیکھ بھال لینا چاہیے کہ وہ کس ماحول میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔نامناسب ماحول میں رہنے سے اچھا آدمی بھی بگڑ جاتا ہے اس کے لئے بار بار مختلف انداز سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا ہے اور تاکید فرمائی ہے ورنہ ملی ہوئی نعمت ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں نعمتوں کی قدردانی نصیب فرمائے اور حفاظت کی کوشش کی توفیق ارزانی فرمائے۔امین۔

النور کا یہ شمارہ

ماہ مبارک کی مشغولیات کی بناپر النور کی ترتیب میں تاخیر در تاخیر ہوتی گئی جس کی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ یہ شمارہ بجائے مارچ کے دو ماہ کا یکجا کر کے مارچ واپریل دونوں مہینوں کا مشترک شمارہ جاری کر دیا جائے۔اس لئے اس میں مزید مضامین کو شامل کر کے اس شمارہ کو دو شماروں کی ضخامت کا بنا کر اکھٹے شائع کیا جارہا ہے۔قارئین گرامی نوٹ فرمائیں اور تاخیر پر معذرت قبول فرمائیں۔

****

اسباق تفسیر

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ارض مقدسہ سے کون سی زمین مُراد ہے؟

معارف ومسائل

ارض مقدسہ سے کون سی زمین مراد ہے؟ اس میں مفسرین کے اقوال بظاہر متعارض ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ بیت المقدس مراد ہے۔ بعض نے شہر قدس اور ایلیا کو ارض مقدسہ کا مصداق بتلایا ہے۔ بعض نے شہر اریحاؔ کو جو نہر اردن اور بیت المقدس کے درمیان دنیا کا قدیم ترین شہر تھا اور آج تک موجود ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اس کی عظمت ووسعت کے عجیب وغریب حالات نقل کئے جاتے ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ اس شہر کے ایک ہزار حصے (وارڈ) تھے۔ ہر حصہ میں ایک ایک ہزار باغ تھے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ ارض مقدسہ سے مراد دمشق، فلسطین اور بعض کے نزدیک اردن ہے۔ اور حضرت قتادہ نے فرمایا کہ ملک شام پورا ارض مقدس ہے۔ کعب احبار نے فرمایا کہ میں نے اللہ کی کتاب (غالباً توراۃ) میں دیکھا ہے کہ ملک شام پوری زمین میں اللہ کا خاص خزانہ ہے۔ اور اس میں اللہ کے مخصوص مقبول بندے ہیں۔ اس زمین کو مقدس اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ

انبیاء علیہم السلام کا وطن اور مستقر رہا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام لبنان کے پہاڑ پر چڑھے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم! یہاں سے آپ نظر ڈالو، جہاں تک آپ کی نظر پہونچے گی ہم نے اس کو ارض مقدس بنا دیا۔ یہ سب روایات تفسیر ابن کثیر اور تفسیر مظہری سے نقل کی گئی ہیں۔ اور صاف بات یہ ہے کہ ان اقوال میں تعارض کچھ نہیں۔ پورا ملک شام آخری روایات کے مطابق ارض مقدس ہے۔ بیان کرنے میں بعض حضرات نے ملک شام کے کسی حصہ کو بیان کر دیا۔ کسی نے پورے کو۔

قالوا یموسی. اس سے پہلے آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بذریعہ موسیٰ علیہ السلام قوم عمالقہ سے جہاد کر کے ملک شام فتح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ ملک شام کی زمین اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے لکھدی ہے۔ اس لئے ان کی فتح یقینی ہے۔

اس آیت متذکرہ میں اس کا بیان ہے کہ اس کے باوجود بنی اسرائیل نے اپنی معروف سرکشی اور کج طبعی کی وجہ سے اس حکم کو بھی تسلیم نہ کیا۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ اس ملک پر تو بڑے زبردست قوی لوگوں کا قبضہ ہے۔ ہم تو اس زمین میں اس وقت تک داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ وہاں قابض ہیں۔ ہاں

وہ کہیں اور چلے جاویں تو بیشک ہم وہاں جاسکتے ہیں۔

واقعہ اس کا جو ائمہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس اور عکرمہ اور علی بن ابی طلحہ وغیرہ سے منقول ہے یہ ہے کہ اس وقت ملک شام اور بیت المقدس پر قوم عمالقہ کا قبضہ تھا جو قوم عاد کی کوئی شاخ اور بڑے ڈیل ڈول اور ہیبت ناک قد وقامت کے لوگ تھے، جن سے جہاد کر کے بیت المقدس فتح کرنے کا حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو ملا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے اپنی قوم بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر ملک شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جانا بیت المقدس پر تھا۔ جب نہر اُردن سے پار ہوکر دنیا کے قدیم ترین شہر اریحا پر پہونچے، تو یہاں قیام فرمایا۔ اور بنی اسرائیل کے انتظام کے لئے بارہ سرداروں کا انتخاب کرنا قرآن کریم کی پچھلی آیات میں بیان ہو چکا ہے۔ ان سرداروں کو آگے بھیجا تا کہ وہ ان لوگوں کے حالات اور محاذ جنگ کی کیفیات معلوم کر کے آئیں جو بیت المقدس پر قابض ہیں اور جن سے جہاد کرنے کا حکم ملا ہے۔ یہ حضرات بیت المقدس پہنچے تو شہر سے باہر ہی قوم عمالقہ کا کوئی آدمی مل گیا، اور وہ اکیلا ان سب کو گرفتار کر کے لے گیا۔ اور اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کیا کہ یہ لوگ ہم سے جنگ کرنے کے قصد سے آئے ہیں۔ شاہی دربار میں مشورہ ہوا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے یا کوئی دوسری سزا دی جائے۔

****

بالآخر رائے اس پر ٹھہری کہ ان کو آزاد کر دیں تا کہ یہ اپنی قوم میں جا کر عمالقہ کی قوت وشوکت کے ایسے عینی گواہ ثابت ہوں کہ کبھی ان کی طرف رُخ کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔

اس موقع پر اکثر کتب تفسیر میں اسرائیلی روایات کی لمبی چوڑی کہانیاں درج ہیں جن میں اس ملنے والے شخص کا نام عوج بن عنق بتلایا ہے۔ اور اس کی بے پناہ قد روقامت اور قوت وطاقت کو ایسی مبالغہ آمیزی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ کسی سمجھدار آدمی کو اس کا نقل کرنا بھی بھاری ہے۔

امام تفسیر ابن کثیر نے فرمایا کہ عوج بن عنق کے جو قصے ان اسرائیلی روایات میں مذکور ہیں نہ عقل ان کو قبول کر سکتی ہے اور نہ شرع میں ان کا کوئی جواز ہے، بلکہ یہ سب کذب وافتراء ہے، بات صرف اتنی ہے کہ قوم عمالقہ کے لوگ چونکہ قوم عاد کے بقایا ہیں جن کے ہیبت ناک قد وقامت کا خود قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے۔ اس قوم کا ڈیل ڈول اور قوت وطاقت ضرب المثل تھی۔ ان میں کا ایک آدمی قوم بنی اسرائیل کے بارہ آدمیوں کے گرفتار کر کے لے جانے پر قادر ہوگیا۔

بہر حال بنی اسرائیل کے بارہ سردار عمالقہ کی قید سے رہا ہو کر اپنی قوم کے پاس مقام اریحا پر پہونچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس عجیب وغریب قوم اور اس کی نا قابل قیاس قوت وشوکت کا ذکر کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر

****

تو ان سب باتوں کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فتح و کامیابی کی بشارت سنادی تھی۔ بقول اکبر ۔

مجھ کو بے دل کردے ایسا کون ہے　　یاد مجھ کو انتم الاعلون ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام تو ان کی قوت وشوکت کا حال سن کر اپنی جگہ کوہ استقامت بنے ہوئے اقدام جہاد کی فکر میں لگے رہے۔ مگر خطرہ یہ ہوگیا کہ بنی اسرائیل کو اگر حریف مقابل کی اس بے پناہ طاقت کا علم ہوگیا تو یہ لوگ پھسل جائیں گے۔ اس لئے ان بارہ سرداروں کو ہدایت فرمائی کہ قوم عمالقہ کے یہ حالات بنی اسرائیل کو ہرگز نہ بتائیں، بلکہ راز رکھیں۔ مگر ہوا یہ کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے دوستوں سے خفیہ طور پر اس کا تذکرہ کردیا۔ صرف دو آدمی جن میں سے ایک کا نام یوشع بن نون اور دوسرے کا کالب بن یوقنا تھا۔ انھوں نے موسوی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اس راز کو کسی پر ظاہر نہیں کیا۔

اور (ظاہر ہے کہ بارہ میں سے جب دس نے راز فاش کردیا) تو اس کا پھیل جانا قدرتی امر تھا۔ بنی اسرائیل میں جب ان حالات کی خبریں شائع ہونے لگیں تو لگے رونے، پیٹنے اور کہنے لگے کہ اس سے تو اچھا یہی تھا کہ قوم فرعون کی طرح ہم بھی غرق دریا ہوجاتے۔ وہاں سے بچا لاکر ہمیں یہاں مروایا جارہا ہے۔ انھیں حالات میں بنی اسرائیل نے یہ الفاظ کہے:۔ یٰمُوْسٰی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَاِنَّا

لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا۔ یعنی اے موسی اس شہر میں تو بڑی زبردست قوم آباد ہے جن کا مقابلہ ہم سے نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جب تک وہ لوگ آباد ہیں موجود ہیں ہم وہاں جانے کا نام نہ لیں گے۔ اگلی آیت میں ہے کہ دو شخص جوڈرنے والے تھے اور جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا تھا انھوں نے بنی اسرائیل کی یہ گفتگو سن کر بطور نصیحت ان کو کہا کہ تم پہلے ہی کیا ڈرے مرتے ہو، ذرا قدم اٹھا کر شہر بیت المقدس کے دروازہ تک تو چلو۔ ہمیں یقین تھا کہ تمہارا اتنا ہی عمل تمھاری فتح کا سبب بن جائے گا۔ اور دروازہ بیت المقدس میں داخل ہوتے ہی تم غالب ہوجاؤ گے۔ اور دشمن شکست کھا کر بھاگ جائے گا۔ یہ دو شخص جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک وہی بارہ میں سے دو سردار ہیں جنھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت پر عمل پیرا ہو کر عمالقہ کا پورا حال بنی اسرائیل کو نہ بتایا تھا۔ یعنی یوشع بن نون، اور کالب بن یوقنا۔

قرآن کریم نے اس جگہ ان دونوں بزرگوں کی دو صفتیں خاص طور پر ذکر فرمائی ہیں۔ ایک اَلَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ۔ یعنی یہ لوگ جوڈرتے ہیں۔ اس میں یہ ذکر نہیں فرمایا کہ کس سے ڈرتے ہیں۔ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ڈرنے کے لائق سارے عالم میں صرف ایک ہی ذات ہے۔ یعنی اللہ جل شانہ کیونکہ ساری کائنات اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس کی مشیت واذن کے بغیر کوئی نہ کسی کو ادنیٰ نفع

پہنچا سکتا ہے نہ ادنیٰ نقصان اور جب ڈرنے کے لائق ایک ہی ذات ہے اور وہ متعین ہے تو پھر اس کے تعین کی ضرورت نہ رہی۔

دوسری صفت ان بزرگوں کی قرآن کریم نے یہ بتلائی کہ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡهِمَا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس شخص میں جہاں کوئی خوبی اور بھلائی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا انعام وعطا ہے۔ ورنہ ان بارہ سرداروں میں قوائے ظاہرہ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان اور قوائے ظاہرہ وباطنہ اور عقل وہوش اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحبت ومعیت یہ ساری ہی چیزیں سبھی کو حاصل تھیں۔ اس کے باوجود اور سب پھسل گئے اور یہی دو اپنی جگہ جمے رہے تو معلوم ہوا کہ اصل ہدایت انسان کے قوائے ظاہرہ وباطنہ اس کی سعی وعمل کے تابع نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے، البتہ اس انعام کے لئے سعی وعمل شرط ضرور ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عقل وہوش اور دانائی وہوشیاری عطا فرمائی ہو وہ اپنی ان طاقتوں پر ناز نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے رشد وہدایت طلب کرے عارف رومی نے خوب فرمایا ہے۔

فہم وخاطر تیز کردن نیست راہ
جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے اپنی برادری کو یہ نصیحت فرمائی

****

کہ عمالقہ کی ظاہری قوت وشوکت سے نہ گھبرائیں۔ اللہ پر توکل کر کے بیت المقدس کے دروازے تک چلے چلیں تو فتح اور غلبہ ان کا ہے۔ ان بزرگوں کا یہ فیصلہ کہ دروازے تک پہنچنے کے بعد ان کو غلبہ ضرور حاصل ہو جائے گا اور دشمن شکست کھا کر بھاگ جائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ قوم عمالقہ کے جائزہ لینے کی بنا پر ہو کہ وہ لوگ بڑے ڈیل ڈول اور طاقت وقوت کے باوجود دل کے کچے ہیں۔ جب حملہ کی خبر پائیں گے تو ٹھہر نہ سکیں گے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ فرمان الٰہی جو بطور بشارت فتح موسیٰ علیہ السلام سے سن چکے تھے۔ اس پر یقین کامل ہونے کی وجہ سے یہ فرمایا ہو۔

مگر بنی اسرائیل نے جب اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ سنی تو ان دونوں بزرگوں کی کیا سنتے۔ پھر وہی جواب اور زیادہ بھونڈے انداز سے دیا کہ فاذهب انت و ربك فقاتلا انا ههنا قاعدون۔ یعنی آپ اور آپ کے اللہ میاں ہی جاکر ان سے مقاتلہ کرلیں۔ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ بنی اسرائیل کا یہ کلمہ اگر استہزاء کے طور پر ہوتا تو صریح کفر تھا۔ اور اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ان کے ساتھ رہنا۔ ان کے لئے میدان تیہ میں دعائیں کرنا، جس کا ذکر اگلی آیت میں آرہا ہے۔ اس کا امکان نہ تھا۔

اس لئے ائمہ مفسرین نے اس کلمہ کا مطلب یہ قرار دیا ہے کہ آپ جائیے اوران سے مقاتلہ کیجئے۔ آپ کا رب آپ کی مدد کرے گا۔ ہم تو مدد کرنے سے قاصر

****

ہیں۔اس معنی کے اعتبار سے یہ کلمہ کفر کی حد سے نکل گیا۔اگرچہ یہ جواب نہایت بھونڈا اور دل آزار ہے، یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل کا یہ کلمہ ضرب المثل بن گیا۔

غزوۂ بدر میں نہتے اور بھوکے مسلمانوں کے مقابلہ پر ایک ہزار مسلح نوجوانوں کا لشکر آ کھڑا ہوا۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر اپنے رب سے دعائیں فرمانے لگے۔تو حضرت مقداد بن اسود صحابی آگے بڑھے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم ہے کہ ہرگز وہ بات نہ کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی۔کہ فاذهب انت و ربك فقاتلا انا ههنا قاعدون۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں اور بائیں سے اور سامنے سے اور پیچھے سے مدافعت کریں گے۔آپ بےفکر ہوکر مقابلہ کی تیاری فرمائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بے حد مسرور ہوئے اور صحابہ کرام میں بھی جوش جہاد کی ایک نئی لہر پیدا ہوگئی۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ مقداد بن اسود کے اس کارنامہ پر مجھے بڑا رشک ہے۔کاش یہ سعادت مجھے بھی حاصل ہوتی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ایسے نازک موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کورا جواب دے کر اپنے سب عہد و میثاق توڑ ڈالے۔

(جاری)

****

اسباق حدیث

حدیث کے اصلاحی مضامین

افادات: حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا ترجمہ ڈر اور خوف کا آتا ہے۔ بچنے اور پرہیزگاری کا معنی بھی آتا ہے۔ جیسے بیماری میں پرہیز ہوتا ہے یعنی اس کے استعمال سے آدمی بچتا ہے اور اس کا ارتکاب کرنے سے ڈرتا ہے کہ اگر یہ کرلوں گا تو کہیں بیماری بڑھ نہ جائے۔اصل ڈر اور خوف کے معنی میں آتا ہے۔اور اللہ تعالی کے ساتھ لفظ تقویٰ کا تذکرہ ہو تو وہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے آدمی کی طبیعت میں جو ڈر پیدا ہوتا ہے: وہ مراد لیا جاتا ہے۔مثلا میں فلاں گناہ کا کام کرلوں تو اللہ تعالی کو کیا منہ دکھاؤں گا۔قرآن پاک میں ہے (وأما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى المأوى جو آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے اور اللہ تعالیٰ کے حضور حساب دینے کے تصور سے ڈرا، اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔آدمی کے نفس کے اندر بڑی سے بڑی مضبوط خواہش پیدا ہو، لیکن جب یہ سوچ لے کہ اگر میں اس کے تقاضے پر عمل کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کرلوں گا تو مجھے اللہ تعالی کے حضور میں پیش ہونا ہے اور اپنے کئے کا جواب دینا ہے، اس وقت کیا منہ دکھاؤں گا؟ یہی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تصور ہے۔

دیکھو! یہاں جہنم کی آگ کے ڈر سے یا عذاب کے ڈر سے بچنے کا تذکرہ نہیں

****

ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے بچنے کا تذکرہ ہے، اللہ تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے بچا کہ اگر میں نے فلاں گناہ کا کام کرلیا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرلی تو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوکر کیا منہ دکھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے دل کے اندر خوف وڈر کی جو کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے آدمی گناہ اور نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے اس کا نام تقویٰ ہے۔

جہنم کی آگ اور عذابات وغیرہ سے ڈرنا بھی دراصل اسی وجہ سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مظہر ہیں۔ اصل تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے، وہ ناراض ہوگا تو ہمیں عذاب دے گا اور جہنم میں ڈالے گا۔ ایک مؤمن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ایسی عظمت ہونی چاہیے کہ اس کی ناراضگی سے اپنے کو بچائے۔

جیسے اپنے بڑے استاذ، باپ یا شیخ وغیرہ ہوتے ہیں کہ دل میں ان کی عظمت بھی ہو اور محبت بھی ہو تب ہی آدمی کوئی ایسی حرکت کرنے سے اپنے آپ کو روکتا ہے۔ سو بار سوچتا ہے کہ اگر ان کو پتہ چل گیا تو ان کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا؟ ان کو کیا جواب دوں گا؟ گویا ایسے کاموں کے کرنے کو ان کی شان کے خلاف سمجھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو نفسانی خواہشات سے بچانا اور نافرمانی سے اپنے آپ کو روکنا اس کا نام تقویٰ ہے۔

حضرت ابی بن کعبؓ کے مناقب

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا۔ حضرت ابی بن کعبؓ کا مقام حضرات صحابہ کے اندر بڑا اونچا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

****

کے متعلق فرمایا أقرؤهم أبی (مستدرك،حديث نمبر٥٧٨٤) حضرات صحابہ میں قرآن پاک کے سب سے زیادہ اچھے پڑھنے والے اور علم قرآت کے ماہر حضرت ابی بن کعب ہیں۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو سورۃ ''لم یکن الذین کفروا '' پڑھ کر سناؤں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول الله! الله سمانی ؟ (اے اللہ کے رسول) کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا کہ آپ ابی کو سنایئے؟ اس لئے کہ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوں کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے صحابہ میں سے کسی کو یہ سورۃ پڑھ کر سنایئے اور آپ اپنے طور پر حضرت ابی بن کعبؓ کا نام تجویز کرتے۔ گرچہ یہ شکل ہوتی تب بھی ان کے لئے بڑی سعادت اور فخر کی چیز ہوتی کہ اللہ تعالی کی طرف سے مطلق کہا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر انتخاب ان پر پڑی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا اس لئے انہوں نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام لے کر فرمایا ہے۔ یہ سن کر ان کی آنکھوں میں مارے خوشی کے آنسو آ گئے۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر ۳۵۲۵) خوشی کے آنسو بھی ہوا کرتے ہیں:

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

بہر حال! یہ حضرت ابی بن کعبؓ ہیں، ان کا لقب سید الانصار ہے، بڑے فقہاء صحابہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

****

تقویٰ کی حقیقت

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا: تقویٰ کیا ہے؟ اس پر حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا: اسلكت طريقا ذا شوكة کبھی کسی کانٹے دار راستہ پر سے گذرنے کی نوبت آئی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! ایسا تو بارہا ہوا ہے۔ کہا: اس وقت آپ نے کیا کیا؟ فرمایا: شموت ثم اجتهدت۔ اپنے کپڑوں کو خوب اچھی طریقہ سے لپیٹا اور بچ بچا کر نکل گیا۔ حضرت ابیؓ نے فرمایا: خل الذنوب كلها، صغيرها و كبيرها، ذاك التقى۔ تمام گناہوں کو چھوڑ دو چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں، اسی کا نام تقویٰ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، ۱/۱۶۴)

تقویٰ ڈرنے کی چیز نہیں، ڈرنے کا نام ہے۔

ہم لوگ لفظ تقویٰ سنتے ہیں تو ڈر جاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ تقویٰ کا خلاصہ صرف اتنا ہی ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچائے۔ رات بھر تہجد پڑھنے کا نام تقویٰ نہیں ہے۔ بارہ مہینہ روزے رکھنے کا نام تقویٰ نہیں ہے۔ عبادت اور نوافل کی کثرت کا نام تقویٰ نہیں ہے۔ بلکہ تقویٰ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچانے کا نام ہے۔ گناہ سے بچنا بہت اہم چیز ہے۔

نیکی کے کام کر لینا بہت آسان

دیکھو! نیکی کے کام کر لینا بہت آسان ہے۔ ابھی بڑی رات گذری تو آپ

****

نے دیکھا ہوگا کہ کبھی مسجد میں نہ آنے والے بھی پہلی صف میں ایسا قبضہ جما کر بیٹھ گئے کہ روزانہ کے پہلی صف والے بھی دیکھتے رہ گئے، ان کو بھی جگہ نہیں ملی۔ اور وہ لوگ مغرب سے لیکر آدھی رات تک برابر عبادت کے اندر لگے رہتے ہیں، رمضان المبارک کا مہینہ آئے گا تو برابر لگے رہیں گے۔ اگر آدمی ذرا سا ارادہ کر لے تو کچھ نفلیں پڑھ لینا، عبادت کے اندر مشغول ہو جانا، نیکی کے کام کر لینا؛ یہ سب بہت آسان ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ جانا؛ یہ اصل چیز ہے۔

نفل کام کا حال ایسا ہے کہ آدمی اگر کرے گا تو ثواب ہے۔ اور اگر نہیں کیا تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ فلاں نفل کام آپ نے کیوں نہیں کیا۔ لیکن فرائض کے متعلق سوال ہوگا۔ اور گناہ سے بچنا ضروری اور فرض ہے۔ اور فرائض و واجبات کو انجام نہیں دے گا تو گناہ ہے۔ لہٰذا گناہ سے اپنے آپ کو بچانا ضروری اور فرض ہو گیا۔ اور گناہ کے متعلق لکھا ہے کہ اگر گناہ کا ارتکاب کر لیا، چاہے چھوٹا سا گناہ ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے اعتبار سے چھوٹا اور بڑا، دونوں برابر اور یکساں ہیں۔

انگارہ اور چنگاری برابر

ایک مرید نے اپنے شیخ سے پوچھا: بدنظری چھوٹا گناہ ہے یا بڑا؟ شیخ نے جواب میں کہا: کوئی آدمی چھوٹی سی چنگاری کو چھوٹی سمجھ کر اپنے کپڑوں کے باکس میں نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ کپڑے کے باکس کو جلانے کے لئے بڑا انگارہ یا چھوٹی چنگاری ہو؛ دونوں کافی ہیں، جب آگ لگ جائے گی تو آپ کے گھر کو پھونک کر جائے گی۔

****

اور پھر آدمی یہ سوچے کہ میں کس کی نافرمانی کر رہا ہوں؟ کس کا حکم توڑ رہا ہوں؟ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلالت، اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کام کیسے ہوسکتا ہے؟ کسی چھوٹے کے سامنے آپ نے کوئی نامناسب حرکت کرلی؛ تو یہ کوئی گستاخی نہیں سمجھی جاتی، لیکن کسی بڑے کے سامنے ذرا سی بے رخی سے آدمی پیش آوے؛ تو یہ بھی بڑی گستاخی میں شمار ہوتا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی شان کے اعتبار سے چھوٹا سا گناہ بھی چھوٹا نہیں ہے؛ بلکہ بڑا ہی کہا جائے گا۔ اور پھر یہ ہے کہ آدمی چھوٹا گناہ بار بار کرتا رہے؛ تو وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے۔ بہرحال! گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا؛ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

تقویٰ کے درجات

علماء نے لکھا ہے کہ تقویٰ کے تین درجے ہیں:۔

ایک درجہ تو یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کفر اور شرک سے بچائے، گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کفر وشرک ہے، وہ ایسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرتے جب تک کہ بندہ توبہ کرکے اس سے باز نہ آئے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَن يَّشَآءُ﴾ یہ تقویٰ کا ادنیٰ درجہ ہے جو ہر مومن میں پایا جاتا ہے۔ جو مسلمان اپنے آپ کو کفر وشرک سے بچاتا رہا ہے؛ وہ تقویٰ کے اس ادنیٰ درجہ پر فائز ہے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی ہر چھوٹے بڑے گناہ سے اور اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی سے اپنے آپ کو بچائے۔

****

اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی غیر اللہ کے تصور سے دل کو پاک وصاف رکھے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا خیال آنے ہی نہ دے۔ دل اسی لئے بنایا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ ہی کو جگہ دے، کسی اور کو جگہ نہ دے۔ یہ تقویٰ کا اعلیٰ درجہ ہے۔ یہ مقام اور درجہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے۔

بہرحال! تقویٰ کا خلاصہ اتنا ہی ہے کہ آدمی اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرے۔ اسی کو فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ﴾ اللہ تعالیٰ سے جیسے ڈرنا چاہئے؛ ایسا ڈرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو باز رکھو۔ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے باز رہنا آدمی کے لئے ضروری ہے۔

تقویٰ اختیار کرنے کے فوائد

تقویٰ اختیار کرنے پر جو فوائد مرتب ہوتے ہیں وہ بے شمار ہیں۔ قرآن پاک میں ان کو بیان کیا گیا ہے۔ جن میں سے چند فائدے ہم پیش فرماتے ہیں: ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیوی مصیبتوں سے بھی اور آخروی مصیبتوں سے بھی نجات کا راستہ نکالیں گے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیں گے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔

آج لوگوں کی نگاہ میں روزی کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔ اگر آدمی اپنے آپ کو اللہ

****

تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچالے تو اس کی ہر پریشانی دور ہو جائے گی۔ لوگ پریشانیوں کے شکار ہیں اور کہتے ہیں کہ میری فلاں پریشانی ہے، اس کے لئے کوئی نسخہ بتا دو، کوئی وظیفہ بتادو۔ اس کا بہترین وظیفہ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی ہر چھوٹی بڑی نافرمانی سے بچنے کا اہتمام کرلے۔

موجودہ دور کی بڑی مصیبت

آج کل ایک بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ گناہ کیا ہے اس سے بھی لوگ واقف نہیں ہیں، بہت سے کام تو ایسے ہیں کہ کرتے ہوئے یہ سمجھتے ہی نہیں کہ میں گناہ کر رہا ہوں حالاں کہ گناہ سے بچنے کا نام تقویٰ ہے اور جو گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے گا، اللہ تعالیٰ ہر پریشانی سے نجات کا راستہ نکالیں گے، غیب سے سامان پیدا کریں گے۔ اور ایسی جگہ سے روزی دیں گے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔

ایک تاجر تجارت کرتا ہے اگر اس میں وہ جھوٹ بول رہا ہے، خیانت کر رہا ہے، تو دنیوی اعتبار سے بظاہر یوں نظر آتا ہے کہ وہ ذرا آگے پیچھے کرلے گا تو زیادہ منافع ملے گا، نفع کا پرسنٹیج (%) بڑھ جائے گا۔ ظاہر ہے کہ جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، جھوٹی قسم کھانا اور تجارت کی لائن کے جتنے بھی گناہ ہیں، ان کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فائدہ زیادہ ہوگا، لیکن اگر وہ یہ سمجھ کر کہ یہ گناہ کے کام ہیں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، اس لئے ان سے اپنے آپ کو بچاتا ہے، تو اگرچہ بظاہر نفع کم

****

مل رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس میں برکت دیں گے۔

کون فائدہ میں رہا؟

برکت کا مطلب کیا ہے؟ تھوڑی سی چیز سے اپنی ساری ضرورتیں پوری ہو جائیں، اسی کا نام برکت ہے۔ ایک آدمی رشوت لیتا ہے اور دوسرے غلط طریقے اپنا کر مہینہ کے پانچ ہزار کما کرلاتا ہے، لیکن اس کا حال یہ ہے کہ بیوی بیمار ہے، بچہ بیمار ہے، ڈاکٹر کے پاس گئے، تو دس طرح کے رپورٹ نکلوائے اور دو تین ہزار اسی میں چلے گئے۔ اور پھر اچانک کوئی ایسا حادثہ پیش آگیا کہ اس میں ہزار چلے گئے۔ اب لے دے کر دو ہزار بچے۔

اور ایک آدمی ایسا ہے جو دو ہزار ہی کماتا ہے اور اس سے اس کی ساری ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، کبھی کوئی تکلیف و پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔ تو غور کرو کہ کون فائدہ میں رہا۔ برکت کا خلاصہ یہی ہے۔

بہر حال! اگر تاجر اپنے آپ کو جھوٹ اور خیانت سے بچاتا ہے، شریعت نے جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے بچنے کا اہتمام کرتا ہے تو ظاہر کے اعتبار سے اگرچہ نفع کم نظر آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا و آخرت میں نجات کا راستہ نکالیں گے، اور اس کی روزی میں بھی برکت دیں گے۔

****

الاحاديث القدسية

یعنی حق جلّ مجدہ کی باتیں

از: مولانا مفتی ثمین اشرف قاسمی صاحب

عقیدۂ توحید کائنات عالم کی سب سے آسان چیز ہے

ان الله تعالیٰ یقول لاهون اهل النار عذابا: لو ان لک ما فی الارض من شيئ كنت تفتدی به؟ قال: نعم. قال: سالتک ما هو اهون من هذا وانت فی صلب آدم: لا تشرک بی فابيت الا الشرک.

اخرجه الشيخان عن انس۔

ترجمہ: حق جل مجدہ سب سے کمتر عذاب والے جہنمی سے ارشاد فرمائیں گے، کہ اگر تیرے پاس پوری زمین کے برابر مال ودولت ہوتو کیا اس کو جان چھڑانے کے فدیہ میں تو دے سکتا ہے؟ وہ عرض کرے گا ہاں یا اللہ، ارشاد ہوگا میں نے تو تجھ سے اس سے بھی آسان چیز مانگی تھی جب کہ تو آدم ہی کی پشت میں تھا کہ میرے ذات و صفات کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانا مگر تو نے انکار کر دیا اور میری ذات کا شریک تو نے ٹھہرایا۔

حق جل مجدہ نے تین خصلتیں غیب میں رکھی ہیں تا کہ بندوں کو پہچانے

ان الله تعالیٰ یقول: ثلاث خصال غيبتهن عن عبادی، لو راهن رجل

ما عمل سوء ا ابدا: لو كشفت غطائی فيرانی حتی يستيقن ويعلم كيف افعل بخلقی اذا امتهم، و قبضت السموات بيدی ثم قبضت الارضين، ثم قلت: انا الملک من ذا الذی له الملک دونی، ثم اريهم الجنة وما اعددت لهم فيها من كل خير فيستيقنونها، وأريهم النار وما اعددت لهم فيها من كل شر فيستيقنونها، ولكن عمدا غيبت ذلک عنهم لا علم كيف يعملون، وقد بينت لهم.

اخرجه الطبرانی فی الكبير وابو الشيخ فی العظمة عن ابی مالك الاشهری۔

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں: تین خصلتیں میں نے اپنے بندوں سے چھپا رکھی ہیں اگر ان کو کوئی دیکھ لے تو زندگی بھر میری عبادت کے سوا کوئی برائی نہ کرے۔

(یعنی تمام انسانیت خالص اللہ پاک ہی کی ذات کے لئے اعمال کیا کرے)

(۱) اگر میں اپنی ذات سے نورانی حجاب ہٹا دوں تو بندے مجھ کو دیکھ کر یقین کامل و راسخ حاصل کرلیں گے، اور جان لیں گے کہ میں اپنے بندوں کے ساتھ مرنے کے بعد کیا معاملہ کرتا ہوں۔

(۲) اور میں نے ساتوں آسمان کو مٹھی میں لیا ہوا ہے۔ پھر ساتوں زمین کو، پھر میں کہتا ہوں کہ میں بادشاہ ہوں، میری ذات پاک کے علاوہ دوسرا کون ہے جس کا یہ ملک ہو۔

(۳) اور اپنے بندوں کو جنت دکھلا دوں اور جو کچھ اس میں بھلائی وخیر تیار کی گئی ہے تو

بندوں کو یقین آجائے اور ان کو جہنم دکھلا دوں اور جو کچھ دکھ درد کا سامان اس میں تیار کیا ہوا ہے تو بندوں کو یقین آجائے، لیکن میں نے جان بوجھ کر ان چیزوں کو چھپایا ہوا ہے تاکہ میں پرکھوں کہ بندے کیسا عمل کرتے ہیں جب کہ میں نے یہ باتیں بیان بھی کردی ہیں (یعنی حق جل مجدہ نے غیب میں تو حقیقت کو چھپا دیا مگر علم کے ذریعہ حقیقت کو واضح فرمایا دیا)

تمام اعمال میں روزہ صرف ذات حق کے لئے ہے

ان الله عز و جل يقول: ان الصوم لی وانا اجزی به، ان للصائم فرحتين، اذا افطر فرح، واذا لقی الله فجزاه فرح، فوالذی نفس محمد بيده لخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسک.

اخرجه احمد و عبد بن حميد و مسلم والنسائی و ابن خزيمة عن ابی هريرة ابی سعيد معاً، والنسائی عن علی، والنسائی عن ابن مسعود۔

ترجمہ: حق جل مجدہ ارشاد فرماتے ہیں: یقیناً روزہ میری ذات کے لئے ہے اور روزہ کی جزاء و بدلہ میں ہی دوں گا، روزہ دار کے لئے دو وقت خوشی و مسرت کے ہیں ایک جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے، اور دوسرا اس وقت جب اللہ پاک سے ملاقات ہوگی، اور روزہ کی جزاء پائے گا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ پاک کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

****

کاروبار میں ساجھی جب تک خیانت نہ کرے برکت رہتی ہے

اِن اللّٰه تعالى يقول: أنا ثالثُ الشَرِيْكَيْن ما لم يَخُنْ أحدُهُماصاحبَه، فاِذا خانه خَرَجْتُ من بَيْنِها.

أخرجه أبو داؤد والحاكم والبيهقى عن أبى هريرة۔

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں میں تیسرا ہوتا ہوں جب دو شریک وساجھی دار کاروبار کرتے ہیں اور جب تک ان میں سے ایک دوسرے سے خیانت نہیں کرتے ہیں ان کے ساتھ ہوتا ہوں اور جب ان میں سے کوئی خیانت کرتا ہے تو میں نکل جاتا ہوں۔ ایک خیانت کرتا ہے تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں (یعنی اس مال سے برکت نکل جاتی ہے)

عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرنا چاہئے ورنہ اللہ پاک فقر وفاقہ کا دروازہ کھول دیتے ہیں

اِن اللّٰه تعالى يقول: يا ابن آدمَ ، تَفَرَّغْ لِعبادتى أملأْ صدُرَك غِنِيًّ، وأسُدَّ فَقُرك، واِلا تَفُعلُ ملأتُ يَدَيْكَ شُغلًا، ولم أسُدَّ فقُركَ۔

أخرجه أحمد والترمذى وقال: حسن غريب، وابن ماجه والحاكم عن أبى هريرة۔

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں: اے آدم کے بیٹو! اپنے آپ کو میری عبادت کے لئے فارغ کرلو میں تمہارے سینہ کو تونگری سے بھر دوں گا اور تجھ پر فقر وفاقہ کے دروازے کو بند

****

کردوں گا ورنہ پھر تیرے ہاتھ کو دنیا بھر کے مشاغل سے بھردوں گا، اور فقروفاقہ کا دروازہ کھول دوں گا۔

دارین کی عزت چاہنے والے کو عزیز کی اطاعت کرنی چاہئے

اِن اللّٰہ تعالیٰ یقول کلَّ یوم: أنا رَبُّکُم العَزیزُ۔ فمن أراد عِزِّ الدارین فَلْیُطِعِ العزیزَ۔

(أخرجه الديلمي والخطيب وابن عساكر والرافعي عن أنس، واورده بن الجوزی فی الموضوعات)

ترجمہ: حق جل مجدہ ہر روز فرماتے ہیں میں تمہارا زبردست رب ہوں لہٰذا جو دارین کی عزت چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ عزیز کی اطاعت کرے، (عزیز اللہ پاک کا نام ہے۔)

بینائی ختم ہوجانے کا ثواب

اِن اللّٰہ تعالی یقول: اِذا أخذْتُ کَریمَتَیُ عَبْدِیُ فِی الدنیا، لم یکن له جزاءٌ عِنْدِی اِلا الجنةَ۔ (أخرجه الترمذی وقال : حسن عن أنس)

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں: جب میں اپنے بندہ کی پسندیدہ چیز (آنکھ) لے لیتا ہوں، تو آخرت میں جنت کے سوائے کسی اور بدلہ وجزاء سے میں راضی نہیں ہوں گا۔

اِن اللّٰہ تعالیٰ یقول یا ابنَ آدمَ اِنی اِذا أخذْتُ منك کَریمَتَكَ فَصَبَرْتَ واحتَسَبْتَ عند الصَّدْمَةِ الْأُ ولی، لم أرْضَ لك ثَواباً اِلا الجنةَ۔

أخرجه الطبرانی فی الكبير، وابن السنی فی عمل اليوم والليلة وابن عساكر عن أبی أمامة۔

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے جب میں تمہاری پسندیدہ چیز بینائی

لے لیتا ہوں اور تو پہلے پہل اس پر صبر کرتا ہے اور ثواب کی امید رکھتا ہے تو میں جنت کے سواء اس سلسلہ میں کسی اور ثواب سے راضی ہی نہیں ہوں گا۔

اعمال میں اخلاص مطلوب ہے

اِن اللّٰہ تعالی یقول: أنا خَیر شریك، فمن أشْرَكَ معی شیئاً فهو لشریکی۔

أخرجه البغوی والدار قطنی وابن عساكر والضياء المقدسی عن الضحاك بن قيس الفهری۔

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں میں اچھا وبھلا شریک ہوں (یعنی شرک وشریک سے بے نیاز ہوں) جو میرے ساتھ کسی اور کو شریک کرتا ہے تو وہ عمل میرے شریک کے لئے ہے۔

اِن اللّٰہ تعالی یقول: أنا خَیر شرِیك، فمَن أشْرَك معی فهو لشریکی،یا أيها الناسُ أخْلِصوا أعْمَالکم للّٰهِ، فاِنه لا يَقبَل من الأعمالِ اِلّا ما خَلَصَ له، ولا تقولوا هذا للّٰهِ ولِلَّرحِم فاِنه للرحم وليس للّٰہ منه شئ۔

أخرجه الخطيب فی المتفق والمفترق عن الضحاك بن قيس الفهری۔

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں میں بہترین شریک ہوں جو میرے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے تو وہ عمل میرے شریک کے لئے ہے۔ اے لوگو! اپنے اعمال کو خالص اسی اللہ پاک کے لئے کرو اس لئے کہ حق تعالیٰ اسی اعمال کو قبول کرتے ہیں جو خالص اللہ کی ذات کے لئے کئے گئے ہوں۔ یہ نہ کہو کہ یہ اللہ پاک کے لئے ہے اور قرابت داری کے لئے بھی ہے، سو وہ تو قرابت ہی کے لئے ہوا، اور اللہ پاک کے لئے کچھ نہ ہوا۔

مت پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی ......(قسط نمبر ۴۵)

از: مولانا مفتی سید محمد اسحاق نازکی قاسمی صاحب

(۳) قُطبِ رَبّانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (علیہ رحمۃ اللہ الباری) کا ذکرِ جمیل

دارالعلوم دیوبند کا چوتھا جلسہ دستار بندی

تیسرے حج سے بعافیت آنے کے بعد آپؒ نے گنگوہ میں تعلیم وتدریس کا نظام ہی بدل دیا تھا اس سے پہلے تفسیر وحدیث اور فقہ واصول کی مختلف النوع کتابیں خود ہی پڑھاتے تھے۔۱۳۰۰ھ کے بعد صرف صحاح ستہ کی تعلیم وتدریس کا مشغلہ رہا حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ تمام کتابیں سال کے آخر تک مکمل پڑھاتے تھے اور پورے سال پوری پابندی کے ساتھ پڑھاتے تھے۔سبحان اللہ۔سوال وجواب بھی ہوتا تھا۔اسناد پر بھی مکمل بحث ہوتی تھی، فقہ الحدیث توان مبارک دروس کی روح ہوا کرتی تھی تلامذہ ان دروس کو نقل کرتے تھے چنانچہ حضرت مولانا محمد یحیی صاحب کاندھلویؒ نے بخاری شریف اور ترمذی شریف کی تقریریں ضبط کی تھیں اور انہیں ''لامع الدراری'' اور ''الکواکب الدری'' کے نام سے شائع بھی کرا چکے تھے۔

درس کی شہرت ومقبولیت ہی کا نتیجہ تھا کہ ملک ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی جید الاستعداد علمائے کرام بھی شرکت درس کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔

صحاح ستہ کی اس تدریس کا سلسلہ ۱۳۱۳ھ تک مسلسل رہا سینکڑوں علمائے کرام نے حضرت والا سے براہ راست سند صحاح ستہ حاصل کی اور اپنے اپنے علاقوں میں ان

****

مبارک دروس کا آغاز کیا۔اس طرح پورے متحدہ ہندوستان میں حضرت گنگوہی کا یہ علمی فیض پھیلتا رہا۔پھر آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے یہ سلسلہ کئی سال تک بند رہا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت گنگوہی بحیثیت بے مثال فقیہ ومتکلم ومحقق صوفی (تصنیفات کی روشنی میں)

صحاح ستہ کی تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ آپ دور ونزدیک کے بہت سارے مختلف فیہ مسائل کا جواب تحریراً وتقریراً دیا کرتے تھے معمول یہ تھا کہ خطوط اور استفسارات کا جواب ترتیب ودل جمعی کے ساتھ پہلی ہی فرصت میں دیتے تھے۔سوال نامہ خود پڑھتے تھے اور جواب بھی خود ہی تحریر فرما کر حوالہ ڈاک کرتے تھے بسا اوقات خطوط اور سوالناموں کا ڈھیر لگتا تھا لیکن حضرت والا سبھوں کو جواب دے کر مطمئن فرماتے تھے جو کسی کرامت سے کم نہیں تھا۔ایسے اولیائے کاملین کے لئے طے مکان کے ساتھ ساتھ طے زمان بھی ہوتا ہے کہ ایک قدم کیا اٹھایا سو قدم آگے نکل گئے ایک گھنٹے کا کام دس منٹ میں کرتے ہیں یہ ان کے کمال اخلاص نیت واتباع سنت کی بدولت برکات کے اثرات ہوتے ہیں عوام وخواص کی مجلس میں وعظ ونصیحت کے ساتھ روزمرہ مسائل اور حالات پر بھی کلام فرمایا کرتے تھے۔رد بدعات ورسومات اور عقائد باطلہ کے لئے آپ کا قلم ننگی تلوار کی طرح تھا چناں چہ مختلف النوع تصانیف کی ایک نا تمام فہرست مع تعارف آپ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) تصفیۃ القلوب: سید الطائفہ حضرت الحاج امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی تصنیف۔ضیاء القلوب کا اردو ترجمہ۔

(۲) امداد السلوک: تصوف کا ''رسالہ مکیہ'' کا ترجمہ جو نوجوانی میں فرمایا ہے۔(۳) ہدیۃ

****

الشیعہ: ہادی علی شیعی لکھنوی کے اعتراضات کے جوابات۔(۴) زبدۃ المناسک: حج سے متعلق تمام ضروری مسائل کی تفصیل۔(۵) لطائف رشیدیہ: چند آیات قرآنی کے نکات اور پردہ مروجہ شرفائے ہند کا حدیث سے ثبوت (۶) فتاویٰ میلاد و عرس وغیرہ مع تصدیقات دیگر علمائے کرام۔ (۷) رسالۂ تراویح: بیس رکعات تراویح کا احادیث شریفہ سے ثبوت۔ اس کا اصلی نام ہے۔ الرای النجیح فی اثبات التراویح۔(۸) قطوف دانیۃ: محلے کی مسجد میں جماعت ثانیہ کی کراہت کا ثبوت فقہ سے۔(۹) الجمعۃ فی القریٰ: اہل حدیث حضرات کے اس فتوے کا جواب ہے جس میں انہوں نے چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی جمعہ کے جواز کا ثبوت دیا ہے۔اس کا پورا نام ہے۔اوثق العری للجمعة فی القریٰ۔ (۱۰) رد الطغیان: کلام مجید کے اوقاف کو بدعت ثابت کرنے والوں کو جواب۔(۱۱) احتیاط الظہر: احتیاط ظہر کہاں ہے اور کہاں نہیں ہے۔اس کی جامع تحقیق سے تمام شبہات کا ازالہ ہوتا ہے۔(۱۲) ہدایۃ المعتذی: قرأت خلف الامام کے عدم جواز کے دلائل (۱۳) سبیل الرشاد: کیا تقلید ضروری ہے یا نہیں اہل حق کا نقطہ اعتدال کیا ہے۔ (۱۴) براہین قاطعہ: مولانا عبدالسمیع رام پوری بریلوی کی کتاب۔انوار ساطعہ۔کا جواب جو آپ نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کے ذریعہ لکھوائی تھی پھر از اول تا آخر مکمل مطالعہ کر کے اس کی تصدیق فرمائی۔(۱۵) فتاویٰ رشیدیہ (۱۶) رسالہ خطوط بہ نام حضرت مولانا قدرت اللہ صاحبؒ اس کا دوسرا نام مکتوبات رشیدیہ ہے جو علم حدیث شریف سے متعلق تقریری افادات کا ایک مجموعہ ہے۔

(جاری)

****

وقف بل ۲۰۲۴ء

حقائق اور غلط فہمیاں

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

وقف اسلام کی نظر میں:

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان دنیا سے گزر جاتا ہے تو عمل کا رشتہ اس سے کٹ جاتا ہے، سوائے تین صورتوں کے، یا تو صالح اولاد کو چھوڑ کر جائے، جو اس کے لئے دعاء کا اہتمام کرے، یا اس نے کوئی ایسا علمی کام چھوڑا ہو، جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، خواہ یہ شاگردوں کی صورت میں ہو، تصنیفات کی صورت میں ہو یا تعلیمی اور اشاعتی اداروں کی صورت میں، تیسرے صدقہ جاریہ، یعنی انسان کوئی ایسی مادی چیز چھوڑ کر جائے، جس کا نفع لوگوں کو حاصل ہوتا رہے، جیسے کنواں کھدوائے، کوئی ایسی بلڈنگ بنادے، جس کا کرایہ فقراء پر صرف ہو، مسجد تعمیر کر دے، جس میں لوگ نماز پڑھتے رہیں اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثه الا من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له (صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، حدیث نمبر: ۴۳۱۰)

صدقہ جاریہ کی صورت کو شریعت اسلامی میں وقف کہتے ہیں، حدیث وسیرت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلا وقف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے تعمیر

****

مسجد کی فکر فرمائی اور حضرت سہل و سہیل رضی اللہ عنہما کی زمین خرید کر مسجد کے لئے وقف کر دی، مسجد کے علاوہ انسانی خدمت کے لئے بھی وقف ہی کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع فرمایا مُخَیریق نامی صاحب نے اپنی اراضی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وصیت کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے وقف فرمادیا (فتح الباری ۵/۳۰۱) اس کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے اپنے سات باغات کو بنو ہاشم اور بنو مطلب پر وقف فرمایا تھا۔ (سنن بیہقی ۶/۱۶)

اکثر دولت مند اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی اپنی گنجائش اور صلاحیت کے مطابق وقف فرمایا ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میٹھے پانی کا کنواں "بئر رومہ" خریدا اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف فرمادیا، (صحیح البخاری، باب مناقب عثمان بن عفانؓ) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک باغ اللہ کے راستہ میں وقف فرما دیا، جس کا ذکر متعدد حدیثوں میں موجود ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف وقف قائم فرمایا؛ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات کی روشنی میں اس کے قواعد وضوابط بھی مقرر فرمائے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خیبر کی زمین کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسا ہوسکتا ہے کہ اصل شی کو باقی رکھتے ہوئے اس کی آمدنی کو صدقہ کردو کہ اصل زمین نہ خرید وفروخت کی جائے، نہ ہبہ کی جائے اور نہ اس میں میراث جاری ہو، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مشورہ پر عمل کرتے ہوئے فقراء، قرابت دار، غلام، مسافر اور مہمانوں کو اس کا مصرف قرار

****

دیا، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ متولی کو اس میں سے کھانے یا اپنے دوستوں کو کھلانے کی اجازت ہوگی، ذخیرہ کرنے کی اجازت نہ ہوگی، (بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الوقف، مسلم، کتاب الوصیۃ، باب الوقف) یہ وضاحت بھی کردی کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما متولی ہوں گے اور ان کے بعد وہ شخص متولی ہوگا جو آل فاروقی میں سب سے بڑا ہو۔

اس طرح یہ پہلا وقف تھا، جس کے مصارف واضح کئے گئے، وقف کرنے والے کی طرف سے شرائط مقرر ہوئیں، اور وقف کی تولیت کے سلسلہ میں صراحت کی گئی، چنانچہ شریعت اسلامی میں وقف کے قوانین کی اصل بنیاد یہی وقف فاروقی ہے، اس کے بعد صحابہ کی جانب سے بہ کثرت وقف کا اہتمام کیا گیا، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جن صحابہ کو بھی مالی گنجائش تھی، انھوں نے وقف کیا ہے لم یکن أحد من أصحاب صلی الله علیه وسلم ذو مقدرة الا وقف (المغنی لابن قدامہ ۸/۵۸۱) مشہور فقیہ علامہ ابن قدامہؒ نے متعدد صحابہ کے اوقاف کا ذکر کیا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مکان اپنے لڑکے پر وقف کردیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروہ کے پاس واقع اپنی ایک زمین اپنے لڑکے پر وقف کی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں گزر چکا ہے کہ انھوں نے بڑی قیمت ادا کر کے ایک کنواں خرید لیا اور اسے وقف کردیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "ینبع" میں ایک زمین وقف کی تھی، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ میں، مصر میں اور مدینہ میں اپنے مکانات وجائیداد اپنی اولاد پر وقف کئے تھے، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ اور مصر میں اپنا گھر اپنی اولاد پر وقف کیا تھا، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "وہط" نامی مقام کی اراضی اور

****

مکہ کے مکان کو وقف علی الاولاد فرمایا تھا، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ ومدینہ کے مکانات کو وقف علی الاولاد کیا تھا (المغنی ۱۸۶/۸)۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ میں وقف کرنے کا عام ذوق تھا، یہ بھی معلوم ہوا کہ خود اپنی اولاد پر بھی وقف کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ اولاد کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی باعث اجر وثواب ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اولاد کو خوش حال و مستغنی چھوڑ کر جانا فقیر ومحتاج چھوڑ کر جانے سے بہتر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقف کے لئے جو شرائط مقرر کی تھیں، ان سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ وقف کی ہوئی چیزوں میں وقف کرنے والے کے منشاء کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ وقف کی ہوئی چیز سے وقف کنندہ کی شرط کے دائرہ میں رہتے ہوئے متولی بھی استفادہ کرسکتا ہے، البتہ وہ اسے فروخت نہیں کرسکتا، اور متولی چوں کہ خود وقف کرنے والا بھی ہوسکتا ہے، اس لئے یہی روایت اس بات کی دلیل ہے کہ خود وقف کرنے والا بھی وقف کی ہوئی چیز سے استفادہ کرسکتا ہے، البتہ مسجد کے سوا جو بھی وقف ہو، اس کا آخری مصرف فقراء وحاجت مند ہوں گے، چاہے وقف کرنے والے نے اس کی صراحت کی ہو، یا نہیں کی ہو۔ کیوں کہ وقف کا اصل مقصد اجر وثواب کا حصول ہے اور اجر وثواب حاصل کرنے کا اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کے لئے اس کا استعمال ہو یا اس سے ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کی جائے۔

وقف پر نہ وقف کرنے والے کی ملکیت باقی رہتی ہے، نہ اس پر متولی کی ملکیت ہوتی ہے اور نہ ان لوگوں کی جن کو اس سے نفع اٹھانے کا حق دیا گیا ہے، بلکہ وقف کے بارے میں شریعت اسلامی کا تصور یہ ہے کہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہوتی

****

ہے هو حبسها على حكم ملك الله تعالى (درمختار مع الرد، کتاب الوقف ۴۹۳/۳) چوں کہ اسلام میں صرف عبادت ہی کارِ ثواب نہیں ہے؛ بلکہ انسانی خدمت بھی باعث اجر وثواب ہے؟ اس لئے وقف کا دائرہ بہت وسیع ہے، جیسے فقراء کو نفع پہنچانے والی چیزوں کا وقف درست ہے، اسی طرح ایسا وقف بھی درست ہے، جس سے فقراء اور مال دار دونوں فائدہ اٹھاسکیں، یہاں تک کہ خود اپنی اولاد پر وقف کرنا بھی درست ہے (دیکھئے درمختار، فصل فیما یتعلق بوقف الاولاد ۶۰۴/۳)، چنانچہ مدارس، مساجد، یتیم خانے، غرباء کی امداد کے لئے قائم کئے ہوئے ادارے، دینی یا عصری تعلیم کے خیراتی ادارے، مریضوں کے علاج، بیواؤں کی کفالت اور اس طرح کے مقاصد کے لئے قائم ہونے والے ادارے، جن کا مقصد تجارت کرنا اور کسی خاص فرد کے لئے مادی نفع حاصل کرنا نہ ہو، وہ سب کے سب اوقاف میں داخل ہیں۔

وقف بل ۲۰۲۴ء کیوں قابل قبول نہیں؟

۱۔ وقف ایک اسلامی عبادت ہے اور وقف کی املاک مسلمانوں کی عطیہ کی ہوئی ہیں نہ کہ حکومت کی، اس لئے ظاہر ہے کہ اس کا نظم ونسق مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہونا چاہئے، کیوں کہ وہی اس کو اس کے تقاضوں کے مطابق انجام دے سکیں گے، لیکن اس بل میں وقف کے انتظام وانصرام میں مسلمانوں کی حصہ داری کو غیر مؤثر بنادیا گیا ہے، اول تو سنٹرل وقف کونسل وریاستی وقف بورڈ دونوں میں لازمی طور پر کم از کم دو غیر مسلم ارکان شامل کئے جائیں گے، دوسرے پہلے وقف بورڈ کے چیف ایگزیکیوٹر کے لئے مسلمان ہونا ضروری تھا، اب یہ شرط ختم کردی گئی ہے، اور پہلے وقف بورڈ کو مجاز کیا گیا تھا کہ وہ اس عہدہ کے لئے دو ناموں پر مشتمل ایک پینل کے نام پیش کرے، مگر اس بل کے مطابق خود

****

حکومت اپنی طرف سے چیف ایگزیکیٹو آفیسر کا تقرر کرے گی۔

چنانچہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ ان تبدیلیوں کے بعد بطور رکن و بطور عہدہ دار وقف کونسل میں ۱۳/ غیر مسلم اور وقف بورڈ میں سات غیر مسلم شامل ہو سکتے ہیں، یہ مکمل طور پر دستور ہند کی دفعہ: ۲۶ کے مخالف ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس کے برعکس اتر پردیش، یوپی، کیرالہ کرناٹک اور تامل ناڈو وغیرہ میں ایسے قانون ہیں، جن کے مطابق ہندو جائیدادوں کا انتظام صرف ہندو کر سکتے ہیں، بہار اینڈ ومنٹ ایکٹ کے تحت تین بورڈ قائم ہیں، ہندو اینڈ ومنٹ بورڈ، شوتمبر اینڈ ومنٹ بورڈ اور ڈگمبر جین اینڈ ومنٹ بورڈ ان بورڈوں کے اراکین لازمی طور پر ہندو ہی ہوں گے، گردوارہ پربندھک کمیٹی کے اراکین بھی لازمی طور پر سکھ فرقے میں سے ہوں گے۔

ظاہر ہے جب وقف بورڈ میں غیر مسلم ارکان کی شمولیت ہوگی اور اس کا ذمہ دار ہی ایک غیر مسلم ہوگا تو کیسے امید رکھی جاسکتی ہے کہ وہ وقف کے مفادات کے تحفظ کا حق ادا کریں گے۔

۲۔ اس بل کے مطابق وقف جائیدادیں بڑی حد تک حکومت کے اختیار میں چلی جائیں گی، اور وقف بورڈ بے اختیار ہو کر رہ جائے گا، وقف بورڈ کو وقف کے رجسٹریشن کا اختیار بھی نہیں رہے گا، رجسٹریشن کی درخواست آنے پر وہ اس کو کلکٹر کے سامنے پیش کرے گا، اور کلکٹر اس درخواست کے درست ہونے نہ ہونے کا فیصلہ کرے گا، اگر کلکٹر کے خیال میں یہ جائیداد کلی یا جزوی طور پر متنازعہ ہے، یا سرکاری ہے، تو اس کو بطور وقف رجسٹر نہیں کیا جائے گا، اگر وقف جائیداد پر سرکاری قبضہ ہے تو اسے وقف نہیں مانا جائے گا

****

کلکٹر کو اختیار ہوگا کہ وہ اسے طے کرے اور اگر کلکٹر اس کے سرکاری ہونے کی رائے دیتا ہے، تو کلکٹر کی رائے پر عمل ہوگا، اور اگر کلکٹر اس پر کوئی رائے نہیں دے تو ابھی اس جائیداد کو وقف تسلیم نہیں کیا جائے گا، وقف ٹربیونل کو کسی جائیداد کے وقف رجسٹرڈ کرنے کا جو اختیار تھا اسے ختم کر دیا جائے گا، آڈیٹر کے انتخاب کا فیصلہ بھی حکومت کی طرف سے ہوگا اور مرکزی حکومت کے طریقہ کار کے مطابق ہی آڈٹ شائع ہوگی، مرکزی حکومت ہی طے کرے گی کہ وقف کی آمدنی سے بیوہ اور مطلقہ کے تعاون کا کیا طریقہ ہو؟

غرض کہ وقف کا انتظام اور اس سے متعلق بنیادی فیصلے حکومت کے ہاتھ میں چلے جائیں گے اور کلکٹر جو ظاہر ہے کہ حکومت کا نمائندہ ہوگا۔ وہ تمام امور کا فیصلہ کرے گا تو کیا یہ امید کی جاسکتی ہے کہ جہاں کسی زمین کے بارے میں نزاع وقف بورڈ اور حکومت کے درمیان ہو، اس میں وقف کے حق میں انصاف فراہم ہو اور کلکٹر وقف کے منشاء سے آزاد ہو کر انصاف پر مبنی فیصلہ کرے۔

۳۔ وقف ٹربیونل کو بھی کمزور اور بے اثر کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ کسی اور ٹربیونل کو بھی وقف ٹربیونل قرار دیا جاسکتا ہے، اب اس میں تین کے بجائے دو ارکان ہوں گے، وقف ٹربیونل میں ایک ایسے رکن کے تقرر کو ختم کر دیا گیا ہے، جس کو قانون شریعت کا علم ہو، اور ریاستی حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج اور ریٹائرڈ آفیسروں کو وقف ٹربیونل کا چیئرمین اور رکن مقرر کرے۔

غرض کہ پہلے تو ٹربیونل کے اختیار کم کئے گئے اور کلکٹر کو ایک با اختیار عہدہ دار بنا کر اس میں شامل کیا گیا، دوسرے ٹربیونل کی ہیئت ترکیبی کو بھی تبدیل کر دیا گیا، وقف ایک شرعی عمل ہے، لیکن اس کے لئے قانون شریعت سے واقف ایک رکن کی شرط بھی ختم

****

کردی گئی۔

۴۔ وقف برائے استعمال وقف قانون کا ایک بنیادی اصول ہے اور وقف ایکٹ ۱۹۹۵ء میں اس کو تسلیم کیا گیا ہے، اس ایکٹ میں یہ درج ہے کہ اگر طویل عرصے سے کوئی جائیداد بطور مسجد، درگاہ یا قبرستان استعمال میں ہے اور مذہبی اور خیراتی مقاصد کے لئے ہے تو اس کو وقف جائیداد تسلیم کیا جائے گا، اس بل کے ذریعہ ’’وقف برائے استعمال‘‘ کو ختم کر دیا گیا ہے، اس سے مسجدوں اور دیگر اوقاف پر فرقہ وارانہ دعوے اور اختلافات بڑھیں گے، جو مسجد، درگاہ یا قبرستان صدیوں سے اس مقصد کے لئے استعمال ہو رہے ہیں، اگر مال گزاری ریکارڈ میں ان کا بہ حیثیت وقف اندراج نہیں ہے تو اس پر مقدمہ بازی شروع ہو جائے گی اور ریاستی حکام اس پر ناجائز قبضہ کر لیں گے۔

۵۔ بل میں تحریر ہے کہ جو شخص گزشتہ کم سے کم ۵/سال سے اسلام پر عمل کر رہا ہو، صرف وہی وقف قائم کر سکتا ہے۔

اس دفعہ کی رو سے وہ جائیدادیں جو کسی غیر مسلم نے وقف کے لئے عطیہ کی ہوں اور بطور مسجد، قبرستان اور مسافر خانہ استعمال ہو رہی ہوں، وقف سے نکل جائیں گی۔

اول تو پانچ سال کی قید بے معنی ہے، اسلام کی نظر میں جس شخص نے آج اسلام قبول کیا ہو، اس میں اور جس نے پچاس سال پہلے اسلام قبول کیا ہو، دونوں میں عبادت کی انجام دہی کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے، جیسے ایک شخص پر مسلمان ہوتے ہی نماز پڑھنا اور روزے رکھنا واجب ہے، اسی طرح وہ وقف کرنے کا بھی مجاز ہے؛ اس لئے یہ قطعاً بے معنی شرط ہے۔

دوسرے ہندوستان میں بہت سے مسلمان بادشاہوں، نوابوں اور زمینداروں

نے اپنی غیر مسلم رعایا کے لئے وقف کیا ہے، اسی طرح بہت سے ہندو راجاؤں اور حکمرانوں نے اپنی مسلمان رعایا کے لئے مسجدوں اور قبرستانوں وغیرہ پر وقف کیا ہے، اس دفعہ کی رو سے غیر مسلموں کے یہ عطایا وقف کے دائرے سے باہر نکل جائیں گے، اور بہت سے اوقاف متنازع بن جائیں گے۔

یوں تو یہ پورا کا پورا قانون ہی وقف کو ہڑپ جانے اور مسلمانوں کی املاک پر ناجائز سرکاری قبضہ کی نیت سے بنانے کی کوشش کی جا رہی، لیکن یہ چند اہم نکات ہیں، جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے؛ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ پوری قوت کے ساتھ وہ اس بل کو واپس لینے کا مطالبہ کریں۔

بعض پروپیگنڈے

موجودہ وقف ایکٹ پر فرقہ پرستوں کی طرف سے کچھ اعتراضات کئے جاتے ہیں، جن میں بعض تو محض پروپیگنڈہ ہیں، اور بعض غلط فہمی پر مبنی ہیں:

۱۔ ’’وقف بورڈ کو کسی بھی جائیداد پر دعوی کرنے کے مطلق اختیارات دیئے گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج ملک بھر میں وقف جائیدادیں تقریباً چھ لاکھ ایکٹر پر محیط ہیں اور ملک کے تیسرے سب سے بڑے زمین کے مالک ہیں۔‘‘

اس کی حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں سات لاکھ ستر ہزار گاؤں ہیں، اگر مان لیا جائے کہ ان میں سے نصف تعداد میں کم یا زیادہ مسلمان بھی رہتے ہیں تو ایسے گاؤں کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار ہوتی ہے۔ مسلمان جہاں بھی آباد ہوتے ہیں، وہاں کم از کم ایک قبرستان ہوتا ہے عید گاہ ہوتی ہے اور نماز کے لئے مسجد ہوتی ہے، اگر قبرستان اور عید گاہ کے لئے ایک ایک ایکڑ اور مسجد کے لئے نصف ایکڑ یعنی اوسطاً ڈھائی ایکڑ فی آبادی

زمین فرض کی جائے تو اس کی مقدار تو نو لاکھ باسٹھ ہزار پانچ سو ایکڑ زمین ہونی چاہئے، جیسا کہ ہندو بھائیوں کے یہاں مندر، مٹھ، شمشان گھاٹ ہوتے ہیں، اگر اس حساب سے دیکھیں تو چھ لاکھ ایکڑ زمین کا کوئی بڑا رقبہ نہیں ہے، اور پھر سرکار کی دی ہوئی نہیں ہے؛ بلکہ خود مسلمانوں کی ہے۔

۲۔ ''ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ حکومت ہر ۱۰ر سال میں تمام وقف جائیدادوں کا سروے کرے، اس سروے کے اخراجات کون ادا کرتا ہے، ٹیکس دہندہ! اکثریتی برادری کو یہ اخراجات کیوں برداشت کرنے چاہئے۔''

ملک میں ایسا کوئی قانون نہیں ہے کہ ایک طبقہ کی ضرورت پر اسی طبقہ کی رقم خرچ ہو، برادران وطن کی مذہبی تقریبات پر، یاتراؤں اور میلوں پر بہت بڑی رقم خرچ ہوتی ہے، اور اس رقم میں ملک کے تمام شہریوں کا ٹیکس بالواسطہ شامل ہوتا ہے، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان کے بڑے ٹیکس دہندگان میں اچھی خاصی تعداد میں مسلمان تاجر بھی شامل ہیں، جیسے عظیم پریم جی، یوسف علی مالک لوٗلوٗ، شاہد بلوچ بانی شاپر اسٹاپ، شاہد بلوا، فلمی دنیا اور اسپورٹس سے جڑے ہوئے مسلمان اداکار، اداکارائیں اور کھلاڑی، اور آج تو پانی کا ایک بوتل لیا جائے تو اس میں بھی ٹیکس ادا کرنا ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ ان اخراجات میں مسلمانوں کے ٹیکس کی رقم بھی شامل ہوتی ہے؛ اس لئے یہ اعتراض قطعاً بے جا اور غلط ہے۔

۳۔ یہ بھی تاثر دیا جا رہا ہے کہ وقف کی جائیداد کا فیصلہ یک طرفہ طور پر وقف ٹربیونل کر دیتا ہے اور کسی بھی جائیداد کو اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر وقف کی

****

جائیداد پر کوئی شخص، ادارہ یا سرکار قابض ہو تو اس میں کیس چلتے ہیں، فریقین اپنا ثبوت پیش کرتے ہیں، اس کی روشنی میں ٹربیونل فیصلہ کرتا ہے، اگر فیصلہ پر کوئی ایک فریق مطمئن نہیں ہو تو وہ ہائی کورٹ جا سکتا ہے، اور ہائی کورٹ کے فیصلہ سے مطمئن نہ ہو تو سپریم کورٹ میں چیلنج کر سکتا ہے؛ اس لئے یہ کہنا کہ وقف ٹربیونل کی مدد سے وقف بورڈ جائیداد کو وقف قرار دیتا ہے، جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈا ہے۔

۴۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وقف ایکٹ کے سیکشن 83ر کے تحت وقف ٹربیونل کو شریعت کے مطابق چلایا جاتا ہے، ایک غیر مسلم کو اسلامی قانون کے تحت چلائے جانے والے ٹربیونل سے انصاف حاصل کرنے پر مجبور کیوں جا رہا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ وقف ٹربیونل حکومت کے مقرر کئے ہوئے ایک قانونی ماہر اور ایک احکام شریعت کے ماہر پر مشتمل ہوتا ہے، جو مسائل بورڈ کے زیر تولیت اوقاف کے استعمال سے متعلق شرعی نوعیت کے ہوتے ہیں، ان کو شریعت کے مطابق حل کیا جاتا ہے، مثلاً یہ بات کہ ایک زمین مسجد پر وقف ہے، کیا اس کی زائد آمدنی قبرستان پر یا تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے؟ اس کے لئے شریعت کے معتبر ماہرین کی رائے سے فیصلہ ہوگا، اور دوسرے مسائل جیسے وقف بورڈ اور کسی مسلم یا غیر مسلم فریق کے درمیان تنازعہ، تو ان کو قانون ملکی کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے، اس لئے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ وقف ٹربیونل غیر مسلم فریق پر شریعت کے قانون کو لاگو کرتا ہے۔

۵۔ ایک بات بار بار کہی جا رہی ہے کہ ''تمل ناڈو کے ضلع چندورائی میں ایک مکمل

****

ہندوگاؤں، جس میں ۱۵۰۰/سال سے زیادہ پرانا ایک ہندو مندر ہے، کو وقف جائیداد قرار دے دیا گیا ہے"۔

یہ خبر جس طرح چلائی جا رہی ہے، وہ صحیح نہیں ہے، یہ اراضی چھ سو ایکڑ پر مشتمل ہے، اور وقف بورڈ تمل ناڈو کے بیان کے مطابق یہ زبانی وقف ہے، جو چھ سو سال پہلے وقف کیا گیا تھا، اور جس مندر کو پندرہ سو سال پہلے کا بتایا جا رہا ہے، وہ سو سال سے کچھ عرصہ پہلے کا ہے، یہاں پانچ سو تا چھ سو مکانات کی ایک آبادی بس گئی ہے، جو زیادہ تر غیر مسلم بھائیوں پر مشتمل ہے، وقف بورڈ نے اپنے ریکارڈ کی بنیاد پر بیان دیا تھا؛ لیکن اس نے معاملہ کو حکومت کے حوالہ کر دیا ہے کہ وہ جو بھی فیصلہ کر دے، اسے منظور ہے، اس پہلو کا سچائی کے ساتھ ذکر نہیں کیا جاتا۔

معترضین بار بار یہ بات اٹھاتے ہیں کہ موجودہ قانونِ وقف "وقف بورڈ" کسی بھی زمین پر دعویٰ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا وقف بورڈ کسی ثبوت اور شہادت کے بغیر کوئی دعوی کر سکتا ہے؟ اور کیا صرف وقف بورڈ کے کسی دعویٰ کی بنیاد پر کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی صاحب حق پر یہ پابندی نہیں ہے کہ وہ کس زمین پر اپنا حق پیش کر سکتا ہے اور کس پر نہیں؟ البتہ یہ ضرور ہے کہ کوئی بھی شخص دعویٰ کرے تو قابل قبول ثبوت کے بغیر دعوی قبول نہیں کیا جاتا، اور مقدمہ قبول کرنے کے بعد بھی جب تک کوئی بات ثبوت وشہادت سے ثابت نہ ہو جائے، اس دعوے پر مہر نہیں لگائی جاتی ہے اور اس دعوے کا نفاذ نہیں ہوتا ہے؛ اس لئے یہ صرف پروپیگنڈہ ہے۔

****

کوکن کا سفر

(گذشتہ سے پیوستہ)

محمد رحمت اللہ

بہرحال یہ تمہید تھی اس سفر کی جس کا تذکرہ ان سطور میں کیا جا رہا ہے۔ اس ملاقات کے بعد بار بار ملاقاتیں ہوئیں۔ حضرت مولانا شوکت نظیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بمبئی میں تقریباً ہر سفر میں حاضری نصیب ہوتی رہی، ان کی شفقتیں نصیب ہوتی رہیں حتی کہ حضرت فقیہ الامت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں، ان کی رفاقت میں اور ان کے انتقال کے بعد بھی اور ان کے کئی سال بعد حضرت مولانا شوکت صاحب بھی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے، لیکن مقدر الٰہی کہ اپنے شوق کے باوجود اور مولانا کی نسبت اور ان کی اشتہا کے باوجود کوکن علاقہ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی تذکرہ بار بار ہوتا رہا۔ یہ مقولہ مشہور ہے کل امر مرھون باوقاتہ، مشفق مکرم خادم خصوصی حضرت فقیہ الامت نور اللہ مرقدہ یعنی حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب پانڈور افریقی اس سال دسمبر میں ہندوستان کے سفر پر تشریف لائے۔ چند روز قبل انہوں نے فون پر حکم فرمایا کہ کوکن کا سفر اواخر دسمبر میں ہوگا آپ شریک ہو جائیں۔ یہ حکم میرے لئے مسرت کا باعث بنا۔

چنانچہ حضرت مولانا کے نظام کے مطابق 22 دسمبر 2024ء اتوار کو صبح کافی برفباری کے باوجود ساڑھے نو بجے اگرچہ دو جہاز سرینگر ہوائی اڈہ پر چکر لگانے کے باوجود نیچے لینڈ نہیں کر سکے اور ایک جہاز کو امرتسر دوسرے کو دہلی واپس بھیج دیا

****

گیا، مگر قدرت کی عنایت سے ہمارا جہاز سرینگر ہوائی اڈہ پر اترا اور دہلی کے لئے روانہ ہوا۔ اس دوران دوستوں نے دلی سے احمد آباد کے لئے سوا تین بجے کی فلائٹ میں بکنگ کرادی تھی۔ اس کے نتیجے میں احمد آباد پہنچ کر عصر کی نماز ادا کی گئی۔ حضرت والا کے میزبان حاجی ہارون صاحب کے وہاں پہنچنا ہوا اور رات کے قیام کے بعد علی الصباح اپنی نماز باجماعت ادا کر کے ریلوے اسٹیشن پروگرام کے مطابق آ گئے۔ ایک اچھی تیز رفتار ''تیجس'' نامی گاڑی میں کرسیاں مخصوص کرالی گئی تھیں۔ اس گاڑی میں پانی، چائے، ناشتہ، وقتاً فوقتاً ریل کے ملازمین پیش کرتے رہے تا آنکہ تین گھنٹے میں گجرات کے مشہور شہر سورت پہنچنا ہوا۔ دوران سفر بڑودہ، بھروچ وغیرہ متعدد مشہور شہروں کے اسٹیشنوں پر لگے ہوئے بورڈ گاڑی سے گذرنے کے دوران ہی دیکھے۔ سورت پہنچ کر پہلی منزل مشہور عالم دین محدث و مفتی حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری شیخ الحدیث و صدر مفتی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی ملاقات تھی۔ الحمد للہ حضرت والا سے ملاقات نصیب ہوئی، وہیں پر جامعہ اسلامیہ کے گرامی قدر مہتمم صاحبزادہ محترم یعنی حضرت مولانا احمد بزرگ صاحب اور نائب مہتمم مولانا قاری عبدالرحمٰن بھی تشریف آور ہوئے۔ ان کی ملاقات سے بھی سرفراز ہوئے۔

نماز ظہر اور ظہرانہ سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مشہور عالم و داعی حضرت مولانا احمد لاٹھ صاحب دامت برکاتہم کی تشریف آوری ہوئی اور انہوں نے اپنی مبارک عادت کے مطابق مجلس کو باغ و بہار بنا دیا۔ اتنے قدیم داعی اور خود عالم دین ہونے کے باوجود ان کے استفسارات اور تحقیق کا مزاج ہم لوگوں کے لئے لائق

****

تقلید ہے۔ ان کی گفتگو پر حاضرین ان کی عظمت کے پیش نظر مکمل متوجہ رہے اور محظوظ ہوتے رہے، اپنی نشست سے کھڑے ہو کر قریب آ کر سوال کرنا اور جواب سن کر واپس اپنی جگہ پر پہنچنا پھر بیٹھ جانا کئی بار اس عمل کو اسی انداز سے دہرانا یہ ان ہی اکابر کا حصہ ہے۔ انہوں نے مفتی صاحب سے تذکرہ کیا کہ آج کل میں آپ کے مطبوعہ مواعظ و اسباق ''حدیث کے اصلاحی مضمون'' پڑھ رہا ہوں اس سلسلے میں کچھ پوچھنا ہے، دعوتی اسفار اور محنت میں دن رات عالمی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے اور پوری زندگی تسلسل کے ساتھ علمی بیانات کرتے رہنے کے باوجود ان کا یہ تحقیق کا ذوق نیز اپنے ہم عصروں کی تصنیفات ہی نہیں ملفوظات و مواعظ یا دروس کا مطالعہ اپنے اندر ہم لوگوں کے لئے بڑا سبق رکھتا ہے۔ یہ ہمارے اکابر کی شان ہے اخیر عمر تک علم و مطالعہ کا شغل اور ہم عصر علماء سے بھی استفادہ میں کوئی عار نہیں۔

بہر حال عشاء کے بعد بذریعہ ریل کوکن کا سفر شروع ہوا۔ رات کے آخری حصہ میں ہماری ٹرین مانگاؤں نامی سٹیشن پر پہنچی جہاں علاقہ کے علماء، مشائخ اور اکابر خصوصاً علاقہ کے قاضی دارالقضاء حضرت مولانا حسین احمد صاحب استقبال کے لئے موجود تھے، پہلا پڑاؤ جامعہ اسلامیہ کاملہ مہاڈ کوکن تھا۔ احقر نے کوکن علاقہ کے تعارف کے بارے میں تعارف چاہا تو موصوف نے حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق نائب صدر جمعیۃ علماء ہند کی ایک تحریر بھیجی جس سے پتہ چلتا ہے کہ تاریخ میں اس علاقہ کا کافی قدیم زمانہ سے تذکرہ ملتا ہے۔ کوکن علاقہ کے تعارف کے لئے اسی مضمون کا ایک اقتباس یہاں شامل کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا۔

****

ہندوستان کے جنوب مغربی ساحل پر واقع یہ عظیم خطۂ کوکن دینی، علمی، تاریخی، ثقافتی اور جغرفیائی اعتبار سے اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے، خطۂ کوکن زمانۂ قدیم سے عرب تاجروں اور سیاحوں کی آماجگاہ رہی ہے، خطہ کے قدرتی حسن و جمال اور یہاں کی متعدل آب وہوا کے مدنظر بہت سے عرب قبائل و خاندانوں نے یہاں مستقل بود و باش اختیار کی۔ یہ سلسلہ عہد نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ خلفائے راشدین میں بھی جاری رہا، اس خطہ کی دینی وعلمی، ثقافتی وسماجی آبیاری میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور عرب صالحین کا اہم کردار رہا ہے۔

خطۂ کوکن چار بڑے اضلاع ضلع تھانہ، ضلع رائے گڑھ، ضلع رتنا گیری اور ضلع سندھودرگ پر مشتمل ہے، تقریباً یہ ساحلی علاقے ہیں۔

مورخ بلاذری کے بیان کے مطابق بمبئی کے قریب تھانہ (جس کو عربی میں ''تانہ'' لکھتے ہیں) کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے ۱۵ھ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے اس سرزمین میں قدم رکھا۔ حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفیؓ کے بھائی حضرت حکم بن ابوالعاص بن بشیر ثقفیؓ کی معیت و قیادت میں صحابہ کرام نے اس سرسبز وشاداب سرزمین پر قدم رنجائی فرمائی۔ (فتوح البلدان للبلاذری: ۴۳۳)

آج بھی خطہ کوکن میں حسنی و حسینی سادات نیز اکابر صحابہ کی طرف منسوب خاندان بڑی تعداد میں آباد ہیں، جن میں (۱) نظیر (۲) حدادی (۳) قادری (۴) بھارونی (۵) سقاف وغیرہ شامل ہیں، عموماً مذکورہ گھرانوں کا نسبی ونسلی تعلق ان

****

مہاجرین سے ہے، جو بنوامیہ اور بنوعباسیہ کے مختلف زمانوں میں کوفہ، بغداد، مصر، یمن، مدینہ، حضرموت اور دیگر عرب شہروں سے سواحل کوکن میں آباد ہوگئے تھے۔ جونوائطی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، خطہ کوکن کے بعض گھرانے عجمی النسل ہیں، لیکن اجتماعی معاشرتی عوامل، اقتصادی محرکات اور کسی حد تک جغرفیائی کارفرمائیوں کی بناء پر مہاجرین عرب سے ان کے شادی بیاہ وغیرہ کے مراسم ہوئے عموماً یہ ''بیاسرہ'' یعنی مخلوط النسل کوکنی کہلاتے ہیں، ان کوکنی مسلمانوں میں وہ لوگ بھی خلط ملط ہوچکے جو مقامی نومسلم تھے، جو بالخصوص شادی بیاہ کے رشتوں کے سبب ان کی برادری میں آگئے۔ (تاریخ النوائط: ۱۷۳ تا ۱۷۶)

نوائطی وکوکنی مسلمانوں کے خاندانی القاب (Surname) کے کئی وجوہ ہیں: (۱) مورثین اعلیٰ کا جس پیشہ سے تعلق تھا وہ لقب بن گیا، جیسے کاشتکار حارث کہلائے، زراعتی پیشہ والے پالکر، تو ریشم کے تاجر پیلے کے Surname (خاندانی لقب) سے مشہور ہوئے (۲) جن کے آباء واجداد بحری تجارت کرتے تھے، جہاز رانی جن کا پیشہ تھا وہ رئیس، ناخواہ، ناخدا، سارنگ (سرہنگ) اور تانڈیل کہلائے (۴) وہ خاندان جن کے افراد ہندو راج یا اعزازات سے مشہور ہوئے، چوگلے، ڈیسای، دیشمکھ، چودھری، کھوت، انعامدار، مقادم، دلوی، نائک (پولیس) وکوتوال کہلائے۔ (۵) بعض کوکنی خاندان پٹھانوں اور افغانوں سے اپنا سلسلۂ نسب جوڑتے ہیں یہ خان کہلاتے ہیں۔ (۶) خطۂ کوکن میں ایک بڑی تعداد ان خاندانوں کی ہے جن کے خاندانی نام کے ساتھ ’کر‘ کی علامت فاعلی ہے جو اپنے اصل مقام

****

سکونت کی طرف مشیر ہے جیسے ماہمکر، مہسکر، کرجیکر، جینگیر، مہاڈکر وغیرہ اس قبیل کے کئی سرنیم ہیں۔(۷)بہت سے کوکنی خاندان ''یائے مجہول'' سے بھی معروف ہیں جیسے کھٹکھٹے، گھلٹے، ابارے، الوارے، انتولے، گیرے، بڑے، فصاحتے، کنکے، مرگھے، نالکھنڈے وغیرہ۔

خطۂ کوکن میں عموماً اردو زبانوں کا زیادہ تر استعمال ہوتا ہےلیکن عرب وکوکن کے تہذیبی اختلاط اورلسانی امتزاج نے ایک نئی بولی کوجنم دیا، غالباً اس کے ارتقاء کا عمل اس وقت سے جاری ہوا جب پہلے پہل نو آباد کار عرب وعجمی مسلمانوں اور مقامی باشندوں کے درمیان تجارتی تال میل اورسماجی میل جول کا مستحکم سلسلہ شروع ہوا۔

اس بولی میں عربی و فارسی الفاظ کا رچاؤ اوراستعمال بکثرت موجود ہے،تو سنسکرت کے بھی کثیر الفاظ ہیں،اوراس کاخمیر چونکہ مرہٹی کی خاک سے اٹھا ہے،اسی لئے اس بولی میں مرہٹی کے صوتی لہجے،لسانی مزاج اورنحوی ہیئت کا رنگ وروپ ملتا ہے۔اسی لئے کوکنی مسلم بولی کے بھی کئی مقامی لہجے ہیں، البتہ یہ صرف ''بولی'' ہی رہی مکمل زبان نہ بن سکی،اس نے اپنا رسم الخط نہیں اپنایا۔

نوایتی اورکوکنی مسلمانوں میں بڑے پایہ کے بزرگ،مقتدر علماء وفقہاء بھی گزر چکے ہیں،جن میں قطب کوکن علامہ مخدوم علی مہائمیؒ شافعی (متوفی ۸۳۵ھ) سرفہرست ہیں،اوران کے شاگردوں میں سے (حضرتؒ کے شاگردِ خاص شیخ محمد سعید کوکنی شافعی رتناگری) ومعتقدین نیز ان کے علاوہ بھی کئی مقتدر علماء واہل اللہ گذرے ہیں،جن کے فیضان علم وعمل سے یہ خطہ دینی لحاظ سے ترقی کی راہوں پر

****

گامزن تھا،انہی اللہ کے نیک بندوں کا فیض رہا کہ کوکن مسلمانوں کے جملہ امور و مسائل خصوصاً عائلی معاشرتی معاملات کے حل کی خاطر یہاں کے اصحاب اقتدار (چاہے وہ مسلم سلاطین ہوں یا غیر مسلم راجہ وحکمراں) نے علماء وفقہاء کو''بطور ہنر مند'' (قاضیٔ شریعت) متعین فرمایا تھا (تاریخ الاولیاء:۴۳۷)۔سیاح ابن بطوطہ نے سواحل کوکن وملیبار میں اپنی ملاقات کا اہل علم وفضل سے تذکرہ فرمایا ہے جو مسلکی اعتبار سے شافعی تھےاوروہاں اس محکمۂ شرعیہ (دارالقضاء) کے تذکرے کئے ہیں۔(عجائب الہند:۱۱۴)

البتہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ خطۂ کوکن میں درمیان میں ایک طویل عرصہ دین اسلام اوراسلامی علوم سے دوری کا بھی رہا ہے،کوکنی مسلمانوں میں تاریخی ذوق کی کمی کی بناء پرانہوں نے اپنے نقوش ماضی اورتاریخی یادداشتیں باقی نہیں رکھیں، اس لئے کوکنی مسلمانوں میں اہل علم ودانش شخصیات کی کارگزاریاں سامنے نہ آسکیں۔

کافی وقفہ کے بعد یہاں اس سلسلہ میں کوششیں سامنے آئیں تواللہ تعالیٰ نے علماءاورصلحاء کے ذریعہ پھر سے اس ماحول کو پیدا فرمایا ادارے قائم ہوئے دعوت وتبلیغ کی محنت ہوئی اس کے مراکز،قرآنی مکاتب اور مدرسے قائم ہوئے۔اس وقت علاقہ میں سات بڑے دینی مدارس خدمت دین میں مصروف ہیں ان میں سے سب سے قدیم مدرسہ جامعہ حسینیہ شری وردھن ہے اسی طرح سے ایک بڑاادارہ جامعہ اسلامیہ مہاڈ ہے ہمارا پہلا پڑاو یہی جامعہ اسلامیہ مہاڈ تھا جس کے تعارف میں مولانا محمد اسحٰق قاسم گھارے مہتمم مدرسہ فرماتے ہیں کہ ملی تشخص کی بقا اورامت کے ایمان واعمال کی

****

حفاظت کے پیش نظر مفتی رفیق پورکر صاحب (خلیفہ مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ) جب مدینہ منورہ سے فارغ ہوکر تشریف لائے تو انہوں نے اپنے ہم عصر علماء کو لیکر حضرت مولانا سید شوکت نظیر رحمۃ اللہ علیہ سابق امام جامعہ مسجد بمبئی کی سرپرستی میں 1988 میں ایک ادارہ انجمن دردمندان تعلیم وترقی ٹرسٹ مہاڈ کی بنیاد رکھی۔اس کی کوششوں سے دردمند سکول 2001ء میں قائم ہوا جس میں علوم عصریہ اور دینیہ دونوں تعلیموں کا نفع ہوا اس کے ساتھ ساتھ مختصر عرصے میں انجمن نے تعلیمی، اصلاحی، فلاحی و اجتماعی شعبوں میں کافی پیش رفت کی اور دن بدن برادران اسلام کے تعاون سے اس کا احاطہ وسیع تر ہوا۔ فی الوقت انجمن کی 23 ذیلی وملحقہ شاخوں میں کم وبیش 400 سے زائد علماء حفاظ ومفتیان کرام امت کی ہمہ جہت خدمات میں دن رات مشغول ہیں۔ان کوششوں میں جامعہ اسلامیہ مہاڈ کی بڑی محنت ہے جہاں ابتداء میں غریبوں، مسکینوں، بیواؤں کی امداد اور چھوٹا تعلیمی ادارہ قائم ہوتے ہوئے بڑھتے بڑھتے بارہویں جماعت تک عصری علوم کے ساتھ ساتھ حفظ کلام اللہ شریف کی تعلیم میں کامیابی ہوئی۔ تکمیل حفظ اور بارھویں کے بعد طلبہ اپنی دینی وعصری تعلیم کے امتزاج کو باقی رکھتے ہوئے آگے بڑھنے کے خواہاں تھے،طلبہ کے اس خلوص وجذبہ،اراکین جامعہ کی دوراندیشی اور اساتذہ جامعہ کی فراخ دلی کے نتیجے میں اللہ رب العزت نے راہ ہموار کی اور امسال جامعہ اسلامیہ کوکن کانبلہ میں زیر تعلیم طلبہ گریجویشن کی تکمیل کے ساتھ ساتھ عالمیت سے بھی فارغ ہورہے ہیں۔

ان طلبہ کو دعوت وتبلیغ سے بھی وابستہ رکھنے کے لئے ہفتہ واری ایک روزہ جماعت کی ترتیب بنائی گئی ہے، نیز گزشتہ دوسال سے حضرت فقیہ الامت حضرت مولانا

****

مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی سبیل احمد مدراسی دامت برکاتہم رمضان المبارک میں اعتکاف کے لئے تشریف لاتے ہیں تو طلبہ (تصوف کی لائن سے) ان سے بھی فیضیاب ہورہے ہیں۔اسی طرح سے پردے کے شرعی نظام کے پیش نظر جامعہ شاہدہ للبنات راجیوڑی میں طالبات کے بورڈنگ کا انتظام کیا گیا تاکہ وہ بھی وہاں رک کر ایک طرف داعیہ تو دوسری طرف عصری تعلیم سے بہرہ ور ہوسکیں۔

اس ادارہ میں تھوڑی دیر قیام، ملاقات اور معائنہ کے بعد یہ قافلہ کوکن کے مشہور شہر شری وردھن (سابق نام مومن آباد) کی طرف روانہ ہوا۔راستہ میں حضرت مولانا سید شوکت نظیر رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں سے گذر ہوا۔ان کے عزیزوں سے ملاقات، ان کی مسجد شریف میں حاضری وزیارت نیز ان کو ایصال ثواب کا موقعہ میسر ہوا۔ یہ مقدر کی بات تھی کہ ان کی حیات میں ان کے وہاں حاضری کا موقعہ دستیاب نہیں ہوا آج ان کے انتقال کے بعد ان کے آبائی گاؤں میں حاضر ہونا نصیب ہوا۔قریب کے دیہات میں ایک مدرسہ میں واقع چند طلبہ کے ختم قرآن پاک کی مجلس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

ان خوبصورت پہاڑیوں میں سبزہ زار اور اتار چڑھاو نیز منحنی بل کھاتی سڑکوں میں کہیں کہیں کشمیر کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ یوں تو بمبئی اور گوا کے درمیان کا بحیرۂ عرب کے ساحل پر واقع یہ خوبصورت پہاڑی علاقہ سارا ہی خوبصورت ہے تاہم شری وردھن کے آس پاس کا یہ حصہ کچھ زیادہ ہی خوبصورت ہے اور اپنے محل وقوع کے اعتبار سے عالیشان منظر پیش کرتا ہے کہ ایک طرف سرسبز پہاڑیاں ہیں اور دوسری جانب عالیشان سمندر بحیرہ

****

عرب اور قدرتی طور سے ایسا محل وقوع کہ لگتا ہے جیسے سمندر نے پہاڑوں کے سلسلہ کو گود میں لیا ہوا ہے۔۔ ہمارے بزرگ صاحب قلم عالم دین حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے نہایت حسین پیرایہ میں اس کی منظرکشی یہ لکھ کر کی ہے کہ ''کہا جاسکتا ہے کہ سمندر نے اس شہر کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہے''۔اس خوبصورت علاقہ کی ظاہری خوبصورتی پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے باطنی اور روحانی خوبصورتی کی شکل میں مدرسہ جامعہ حسینیہ شری وردھن کی شکل میں اپنا فضل فرمایا ہے۔حضرت مولانا امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کے مطابق یہ علاقہ 'علاقہ حبشان'' کے نام سے بھی موسوم ہے اور تحصیلیں مروڑ جینجرہ شری وردھن اور مہسلہ شامل تھیں جہاں حبشی سدی نوابوں کی حکومت رہی تھی برصغیر کی آزادی کے بعد اس علاقہ میں ۱۸۷۴ء سے دینی اور عصری علوم کی شمعیں روشن ہوئیں۔ایک ادارہ انجمن اسلام جزیرہ حبشیانی کی بنیاد پڑی جس کے ماتحت بہت سارے سکول قائم ہوئے،طلبہ کی تعلیم وتربیت کے لئے ہوسٹل قائم ہوئے اور دینی محافل ومجالس منعقد ہوئیں۔اسی سلسلہ میں ۱۹۰۰ء میں بمبئی سے براہ بحر عرب شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری ہوئی۔شری وردھن کا سابق نام مومن آباد تھا اور حضرت والا کی تشریف آوری کے موقع پر مدرسہ کی باضابطہ شکل نہیں تھی اس لئے آپ نے اپنے متوسلین کو دینی مدرسہ قائم کرنے کا مشورہ دیا اس طرح سے ان کے حکم پر ۱۹۶۴ء مطابق ۱۳۸۴ھ میں مدرسہ حسینیہ عربیہ شری وردھن کا قیام عمل میں آیا۔یہ روشنی کا مینار جامعہ اور دارالعلوم کی شکل میں اب تک موجود ہے۔علاقہ کے اس قدیم ادارہ کا فیض پورے علاقہ میں ہے۔ابتداء سے تکمیل تک تعلیم ہوتی ہے۔ یہ مدرسہ فقہ شافعی کی تعلیم

تدریس اور تحقیق کی گرانقدر خدمات انجام دیتا ہے۔ دارالافتاء اور دارالقضاء بھی قائم ہے۔سن ۲۰۱۳ء میں یہاں پر اسلامک فقہ اکیڈمی کی جانب سے ایک دوروزہ سیمینار بعنوان ''فقہ شافعی کی تاریخ اور ہندوستان میں علماء شوافع کی خدمات وتالیفات'' بھی منعقد ہوا ہے۔اس وقت ایک مختصر مگر جامع خطبہ استقبالیہ مولانا محمد امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم ادارہ ھذا اور قاضی مولانا محمد حسین ماہمکر کا مرتب کردہ دستیاب ہوا جس کی روشنی میں یہ معلومات سپرد قلم کی گئیں۔

عصر بعد اس مدرسہ میں علماء طلباء سے ملاقات ہوئی۔ مدرسہ کے مہتمم مرحوم مولانا محمد امان اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر بھی تھے جمعیت علماء کی میٹنگوں میں ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی لیکن آج اس حال میں اس مدرسہ میں حاضری ہوئی کہ وہ اپنے مالک حقیقی کے حضور کب کے جاچکے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

علماء وطلباء سے ملاقات کے بعد مدرسہ میں مسند حدیث پر فائز دارالعلوم اشرفیہ راندیر کے قدیم فاضل مولانا محمد ابراہیم خطیب صاحب سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔انہوں نے شفقت فرما کر اپنی تازہ تصنیف ''تحفۃ الباری'' جو فقہ شافعی کے مطابق احکام شرعیہ کے بیان پر مشتمل ہے مرحمت فرمائی۔ یہ کتاب احقر کے لئے مسرت کا باعث بنی اس لئے کہ قدیم کتب عربی میں متعدد مسلکوں کی فقہی جزئیات اور دلائل کی بحثیں تو بار بار ملاحظہ کیں۔درس کے دوران قدوری سے لیکر ہدایہ شریف تک ہر سال بارہا احناف اور شوافع کے فقہی مسائل اور ان کے دلائل اور ترجیح وغیرہ کو خوب پڑھا تفصیلات سامنے آتی

ہیں لیکن دور حاضر میں اپنے اس دیار میں کبھی بھی فقہ شافعی سے متعلق ایسی شخصیت اوران کی اردو میں تازہ تصانیف سے واقفیت شوق کے باوجود اپنے کثرت مشاغل کی بنا پر حاصل نہیں ہوئی اہل حدیث علماء کی متعدد اجتماعات ومجالس میں ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں لیکن ان کے یہاں تقلید اور عدم تقلید کی بحثوں کی وجہ سے ان کو شوافع میں شامل نہیں کیا جاتا۔اس لئے عدم واقفیت کی بنا پر اس کا حصول تمنا تک ہی محدود تھا اسی لئے اب آکر مولانا موصوف کی فقہ شافعی پر مشتمل اردو زبان میں یہ کتاب ''تحفۃ الباری فی الفقہ الشافعی'' کا عطیہ ہمارے لئے نعمت مترقبہ تھی۔

یہ علاقہ بلکہ اس کے متصل بھٹکل کرناٹک اور کیرلا بھی شافعی المسلک مسلمانوں پر مشتمل ہے اور مولانا موصوف حدیث وفقہ خصوصاً فقہ شافعی کے اکابر علماء میں شمار ہوتے ہیں جبکہ حضرت مولانا خطیب صاحب اس عظیم الشان جامعہ یعنی جامعہ حسینیہ شری وردھن میں شیخ الحدیث اور استاذ الاساتذہ کا مقام رکھتے ہیں۔مولانا حسین احمد یہاں قاضی دارالقضاء کے عہدہ پر فائز ہیں۔

ادارہ کی زیارت اور یہاں کے طلباء وعلماء کی ملاقات سے فارغ ہوکر اس علاقہ کی عظیم الشان جامع مسجد شریف میں بعد مغرب عمومی پروگرام ہوا جس میں دور دراز سے عوام الناس کی شرکت تھی ہم سبھی اہل قافلہ خصوصاً حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ حضرت مولانا حسن محمد راجستھانی مدظلہ نے بیانات نصائح اور دعا مصافحہ وغیرہ سے حاضرین کے شوق کے پیش نظر ان کی تسلی کی کوشش کی۔ یہاں کے علماء کرام تواضع، انکساری اور کسر نفسی کے ساتھ شریک مجالس رہے اس طرح سے اس علاقہ کی یہ حاضری

****

اگر چہ نہایت مختصر ضرور تھی مگر علماء، صلحاء دینی اداروں اور اہل ایمان کی زیارت کے ساتھ ساتھ قدرتی حسین وجمیل نظاروں کے اعتبار سے ظاہری باطنی تسکین کا ذریعہ بنی۔

رات کو آرام کرنے کے بعد صبح کو سمندر کے کنارے ذکر واذکار کی مجلس ہوئی اس سمندر جو بحیرۂ عرب کے نام سے مشہور ہے کی دوسری جانب جدہ شریف کا ساحل ہے لہذا یہاں کی ہوا میں جو خوشگواری اور روحانی سکون ملنا تھا وہ نصیب ہوا پھر ناشتہ سے فراغت کے بعد سمندر میں تھوڑی دیر کشتی سے چہل قدمی ہوئی۔ واپسی کے سفر جو ریل کے بجائے سڑک کے ذریعہ ہوا، مشہور عالم دین حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی دامت برکاتہم کے مرکز تعلیم وتربیت واقع نیرل میں ان سے ملاقات اوران کی جانب سے ضیافت ظاہری ونصائح باطنی سے مزید باعث فیض بنی، اسی طرح بمبئی میں داخل ہونے سے قبل پنویل میں حضرت حاجی شکیل احمد بابا صاحب خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی حاجی صاحب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی کے مشہور خلیفہ حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق رہے ان کے بعد حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جونپوری سے متعلق ہوکر ان کے خلیفہ مجاز قرار پائے۔حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ کے ساتھ ان کی بے تکلف شفقت اور راحت رسانی بلکہ اپنائیت کے معاملہ کی وجہ سے قلب کو سرور حاصل ہوا، نماز عشاء بھی یہاں پر ہی ادا کی گئی۔اس طرح سے اس سفر کی برکتوں میں مزید اضافہ فرمایا۔

****

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع میں''

وداعی خطاب

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

جب مکہ فتح ہو گیا، پورا جزیرہ دامن اسلام میں آ گیا، اسلام کی دعوت عرب کی سرحدوں سے نکل کر عجمی نژاد حکومتوں اور اس عہد کی بڑی طاقتوں تک پہنچ گئی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اشارۂ غیبی مل گیا کہ مقصد بعثت کی تکمیل ہو چکی ہے، اور اب نبوت کے آفتاب جہاں تاب کو روپوش ہونا ہے، تو ہجرت کے دسویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا، یہ حج فرض ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری حج تھا، اور اس سال کا انتخاب اس لئے کیا گیا تھا کہ اس سال حج اپنے صحیح وقت پر ہو رہا تھا۔ ورنہ تو اس سے پہلے زمانۂ جاہلیت کے طریقہ کے مطابق سال میں دنوں کے اضافہ اور کمی کی وجہ سے اپنے وقت سے پہلے ہو رہا تھا، یہ پورے جزیرۃ العرب میں پھیلے ہوئے مسلمانوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری ملاقات تھی، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حج کے موقع سے کئی خطبے ارشاد فرمائے۔

ان خطبات میں سب سے تفصیلی خطبہ وہ ہے، جو ۹/ ذوالحجہ (یوم عرفہ) کو اپنی اونٹنی ''قصویٰ'' پر کھڑے ہو کر جبل رحمت کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا، اس حج میں تقریباً سوا لاکھ اہل ایمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

شریک تھے، اور ربیعہؓ بن امیہ بن خلف کو اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور فرمایا تھا کہ وہ بلند آواز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کو لوگوں تک پہنچائیں، یہ خطبہ اسلامی زندگی کا پورا نقشہ پیش کرتا ہے، مسلمانوں کے باہمی روابط، قصاص کے سلسلہ میں جاہلی نظام کی تردید، مالیات سے متعلق بنیادی احکام، توحید، انسانی وحدت، غلاموں اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک، اور بنیادی انسانی حقوق، گویا اسلامی نظام حیات کا ایک اصولی اور دستوری منشور ہے، جسے دریا بکوزہ کے مصداق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند خوبصورت، اثر انگیز اور معنویت سے بھرپور فقروں میں سمیٹ دیا ہے، مختلف اہل علم نے اس خطبہ کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے، اور جناب صبار دانش نے ''خطبہ حجۃ الوداع'' کے عنوان سے مختلف احادیث اور کتب سیرت سے اس خطبہ کے فقروں کو جمع کیا ہے، جو شاید اس سلسلہ کی سب سے نتیجہ خیز کاوش ہے، اس فکر انگیز خطبہ کا ترجمہ اس حقیر کے قلم سے پیش ہے:

☆ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ہم اسی کی ستائش کرتے ہیں، اسی سے مدد کے خواستگار ہیں، مغفرت کے طالب ہیں اور اسی کی طرف توبہ کرتے ہیں، ہم اپنے نفسوں کی برائیوں اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، اللہ تعالیٰ جسے ہدایت عطاء فرمائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ تنہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

☆ اللہ کے بندو! میں تم لوگوں کو اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، اس کی

فرمانبرداری کی تلقین کرتا ہوں، اور بہتر بات سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں۔

☆ حمد وستائش کے بعد، لوگو! میری بات سنو تو تمہیں زندگی ملے گی، میں تم پر اچھی طرح واضح کر دیتا ہوں، کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ اس سال کے بعد اس جگہ میری تم لوگوں سے ملاقات ہو سکے گی یا نہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح دجال کا ذکر کیا، اور تفصیل سے اس کا ذکر فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو ڈرایا، اسی طرح آپ کے بعد دوسرے پیغمبروں نے بھی اپنی امتوں کو ڈرایا ہے، اور وہ تم لوگوں کے بیچ نکلے گا، تم پر اس کی حالت پوشیدہ نہیں رہے گی، تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، آنکھ ایسی ہوگی گویا گردش کرتا ہوا دانۂ انگور، خبردار! تم پر اس کی حالت مخفی نہ رہے، تم اس بات سے خوب واقف ہو کہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو مکرر ارشاد فرمایا۔

☆ اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حرمت والا دن ہے، ارشاد ہوا: یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حرمت والا شہر، پھر ارشاد ہوا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: حرمت والا مہینہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری عزت وآبرو، تمہارے جسم اور تمہاری اولاد تم میں سے ایک دوسرے پر حرام ہیں، اس وقت تک جب تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو، ٹھیک اسی طرح جیسا کہ تمہارے اس دن کی، تمہارے اس مہینہ کی اور تمہارے اس شہر کی حرمت ہے، اور بے شک تم عنقریب اپنے پروردگار سے ملو گے،

****

وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ سنو! کیا میں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا!!

☆ جس کے پاس کوئی امانت ہو، وہ اسے صاحب امانت کو واپس کر دے، قرض ادا کیا جائے، عاریت پر لی ہوئی چیز لوٹائی جائے، دودھ کے لئے ہدیہ کیا ہوا جانور دودھ سے استفادہ کے بعد مالک کو لوٹا دیا جائے۔ ضمانت قبول کرنے والا اپنی ضمانت کا ذمہ دار ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! جاہلیت کی تمام باتیں میرے قدموں کے نیچے دفن کی جاتی ہیں، تمام سودی معاملات کالعدم قرار دیئے جاتے ہیں؛ البتہ تم کو اپنا اصل مال لینے کی اجازت ہے۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ سود کی اجازت نہیں اور پہلا سودی معاملہ جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں، میرے چچا عباسؓ بن عبدالمطلب کا وصول طلب سود ہے۔ عہد جاہلیت کے خون ساقط کئے جاتے ہیں، پہلا خون جسے میں ختم کرتا ہوں (میرے خاندان کے ایک شخص) عامر بن ربیعہ کا خون ہے، جو قبیلۂ بنولیث میں زیر پرورش تھا، اور اسے قبیلۂ ہذیل کے لوگوں نے قتل کر دیا تھا۔

☆ خبردار! زمانۂ جاہلیت کے تمام طریقے، تمام خون، پانی اور مال کے دعوے میرے ان دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں، سوائے بیت اللہ شریف کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت کے۔ جان بوجھ کر قتل کرنے میں قصاص ہے۔ شبہ عمد وہ ہے، جس میں لاٹھی اور پتھر سے قتل کا ارتکاب ہو، اور اس میں ایک سو اونٹ

****

بطور دیت واجب ہیں۔جس نے اس میں زیادتی کی، وہ اہل جاہلیت میں سے ہے۔سنو! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! آپ گواہ ہیں۔

☆ اے گروہ قریش! ایسا نہ ہو کہ تم قیامت کے دن اپنی گردنوں پر دنیا اٹھا کر لاؤ، اور لوگ اپنے ساتھ آخرت لے کر آئیں، میں اللہ کے مقابلہ تمہارے کام نہیں آسکتا۔ اے گروہ قریش! بے شک اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباء واجداد پر فخر وغرور کو ختم کر دیا ہے۔

☆ اے لوگو! تم سب کا رب ایک ہے، اور تم سب کے باپ بھی ایک ہیں، تم سب آدم کی اولاد ہو، اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

☆ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد وعورت سے پیدا کیا ہے، اور تمہیں، خاندانوں اور قبیلوں میں تقسیم کی ہے؛ تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے باعزت شخص وہ ہے، جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، بے شک اللہ جاننے والے، خبر رکھنے والے ہیں۔

☆ کسی عربی کو کسی عجمی پر، اور کسی عجمی کو کسی عربی پر فضیلت حاصل نہیں، نہ کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر فضیلت حاصل ہے، مگر تقویٰ ہی کی بنیاد پر، سنو! کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ اے اللہ! آپ گواہ رہئے، لوگوں نے عرض کیا: ہاں۔

☆ اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے، کہ تمہاری اس زمین میں کبھی بھی اس کی پرستش ہوگی؛ لیکن وہ اس بات پر راضی ہے کہ عبادت کے سوا تمہارے ان اعمال میں شیطان کی اطاعت کی جائے، جنہیں تم معمولی خیال کرتے ہو؛ لہٰذا اپنے دین کے معاملے میں شیطان سے بچ کر رہو۔

☆ اے لوگو! ''نسیٔ'' (مہینہ کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا) کفر میں زیادتی ہے، اس سے وہ لوگ گمراہ ہوتے ہیں، جنھوں نے کفر کیا ہے۔ وہ ایک سال تو اسے حلال کر لیتے ہیں، اور دوسرے سال حرام؛ تاکہ حرمت کے مہینوں کی جو تعداد مقرر ہے، اسے پورا کر لیں۔ چنانچہ اسی طرح وہ اللہ کے حرام کئے ہوئے کو حلال اور اللہ کے حلال کئے ہوئے کو حرام کر لیتے ہیں۔ کسی سال صفر کو حلال کر لیتے ہیں، (اور دوسرے سال حرام) اور ایک سال محرم کو حرام قرار دیتے ہیں، (اور دوسرے سال حلال)۔ یہی ''نسیٔ'' ہے، اب زمانہ گھوم کر اسی ہیئت پر آ گیا ہے، جس پر وہ آسمان وزمین کی تخلیق کے دن سے تھا۔ مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک آسمان وزمین کی پیدائش ہی کے دن سے بارہ ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔ ان میں سے چار مہینے حرام ہیں۔ تین مہینے مسلسل اور ایک مہینہ الگ سے، ذوقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب جو جمادی الثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے، یہی درست دین ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ سنو! کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟ بار الٰہا! آپ گواہ رہئے!!

☆ اے لوگو! بے شک تمہاری عورتوں کے تم پر حقوق ہیں، اور تمہارا بھی ان پر

حق ہے، کہ وہ تمہارے بستر کو تمہارے سوا کسی اور کو روندنے کا موقع نہ دیں، (بالخصوص جن کو تم ناپسند کرتے ہو) اور کسی ایسے شخص کو جو تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھر میں داخل ہو داخل نہ ہونے دیں، جن کا داخل ہونا تمہیں ناگوار ہو۔ وہ کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں۔ اور اچھی بات میں تمہاری نافرمانی کا ارتکاب نہ کریں، پھر اگر تمہیں ان کی طرف سے سرکشی کا اندیشہ ہو، تو اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے کہ انھیں سمجھاؤ، اس سے باز آنے پر مجبور کرو، ان سے بستر الگ کرلو، اور ان کی ایسی سرزنش کرو جو تکلیف دہ نہ ہو۔ پس اگر وہ باز آجائیں اور معروف یعنی اچھی باتوں میں تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو تم پر واجب ہے کہ بہتر طریقہ پر ان کی خوراک و پوشاک کا نظم کرو۔ عورتیں گویا تمہای قید میں ہیں، کہ وہ اپنے آپ کے لئے کسی چیز پر قادر نہیں ہیں، تم نے انھیں اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے، اور اللہ کے احکام کے واسطے سے ان کی عصمتوں کو اپنے اوپر حلال کیا ہے، لہٰذا عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، اور ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی نصیحت کو قبول کرو۔

☆ اپنے غلاموں کا خیال رکھو، جو خود کھاؤ وہ انھیں بھی کھلاؤ، جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ، اگر وہ کوئی ایسا گناہ کر گذریں جنھیں تم معاف نہیں کرنا چاہتے تو انھیں فروخت کردو، اللہ کے بندو! انھیں عذاب نہ دو۔ سنو! کیا میں نے تم کو اللہ کے پیغام پہنچادئے؟ خداوندا! آپ گواہ رہئے!!

☆ اے لوگو! اپنے امیر کی بات سنو، اور اس کی اطاعت کرو، اگر چہ تم پر کوئی

****

ناک کٹا حبشی غلام کیوں نہ امیر بنایا گیا ہو، جو تمہارے معاملات میں اللہ کی کتاب کو نافذ کرتا ہو۔ اے لوگو! اچھی طرح سمجھ لو، اور میری بات کو سن لو، کہ میں نے خدا کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے، اور میں تمہارے درمیان ایک واضح چیز چھوڑ کر جارہا ہوں، اگر تم انھیں تھامے رہوگے، تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، ’’اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت‘‘ لہٰذا اس پر عمل کرو۔

☆ اے لوگو! میری بات سنو، کہ میں اللہ کا پیغام تم کو پہنچا چکا ہوں، اور اسے اچھی طرح سمجھ لو؛ تاکہ تم جان لو کہ ہر مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اور تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، کسی شخص کے لئے اس کے بھائی کا مال حلال نہیں ہے سوائے اس کے جو اس نے اپنی خوشی سے عطا کیا ہو، پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ آگاہ ہوجاؤ، کسی عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کچھ دے دینا جائز نہیں، سنو! کیا میں نے تمہیں اللہ کا پیغام نہیں پہنچا دیا؟ اے اللہ گواہ رہیں!!

☆ خبردار! میرے بعد کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو، آگاہ رہو، کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا نہیں دیا؟ بارِ الٰہا! گواہ رہئے!!

☆ اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کا حق متعین کردیا ہے اور ہر وارث کا حصۂ میراث مقرر فرما دیا ہے؛ لہٰذا کسی وارث کے لئے وصیت جائز نہیں، اور تہائی سے زیادہ وصیت (کسی اور کے لئے بھی) جائز نہیں۔

☆ خبردار! اولاد اس شخص کی ہے جس کے بستر پر پیدا ہوئی ہو، اور زانی کے لئے پتھر (محرومی) ہے، اور اس کا حساب اللہ کے حوالہ ہے۔ آگاہ رہو! جس نے

****

اپنے باپ سے بے رغبتی کی وجہ سے دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا، یا کسی غلام نے دوسرے کو اپنا مالک قرار دیا، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے نہ فرض قبول کریں گے اور نہ نفل۔ خبردار! مجرم اپنے آپ ہی ہر جرم کرتا ہے، کسی کے جرم کی ذمہ داری اس کے اولاد پر یا اولاد کے جرم کی ذمہ داری اس کے والد پر نہیں ہے۔

☆ اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور نہ تمہارے بعد کوئی امت آنے والی ہے، خبردار! ہر نبی کی دعوت سوائے میرے ختم ہو چکی ہے، میں نے اس کو قیامت تک کے لئے اپنے پروردگار کے پاس جمع کر دیا ہے؛ (لہٰذا اب قیامت تک کسی کو نبوت عطا نہیں ہوگی) بے شک انبیاء کثرت تعداد پر فخر کریں گے، پس تم مجھ کو رسوا نہ کرنا، میں ''حوض کوثر'' کے دروازہ پر تم لوگوں کا انتظار کروں گا۔

☆ سنو! اپنے پروردگار کی بندگی کرو، پنج وقتہ نماز ادا کرو، رمضان المبارک کا روزہ رکھو، خوش دلی کے ساتھ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرو، اپنے امیروں کی اطاعت کرو، اور اسی طرح اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: خوب صدقہ کرو، نہیں معلوم کہ تم اس سال کے بعد پھر مجھے دیکھ پاؤ گے یا نہیں؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کے لئے ''یلملم'' اور اہل عراق یا اہل مشرق کے لئے ''ذات عرق'' کو میقات (احرام باندھنے کی آخری جگہ) قرار دیا۔

****

☆ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مسلمان کون ہیں؟ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے تمام مسلمان محفوظ ہوں، میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ مومن کون ہے؟ مومن وہ ہے جس سے مسلمان اپنی جان ومال کے معاملہ میں مامون ہوں۔ میں بتاتا ہوں کہ مہاجر کون ہے؟ مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی برائیوں سے بچے، اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت وفرماں برداری میں اپنے نفس سے جہاد کرے، ایک مومن دوسرے مومن پر اسی طرح حرام ہے، جیسا کہ آج کے دن کی حرمت ہے، ایک مسلمان کا گوشت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اور یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی غیبت کی صورت میں اسے کھائے، کسی مومن کو تکلیف پہنچانا حرام ہے، مومن پر حرام ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو از راہ تحقیر دھکا دے، ایک مومن پر دوسرے مومن کی عزت ریزی حرام ہے، اور ایک مومن کے چہرے پر طمانچہ مارنا دوسرے مومن کے لئے حرام ہے، اللہ پر قسمیں نہ کھایا کرو، (یعنی یہ نہ کہو کہ خدا کی قسم! فلاں شخص فلاں کام ضرور ہی کرے گا) جس نے اللہ کے ذمہ لگا کر قسمیں کھائیں، اللہ تعالیٰ اس کو جھوٹا ظاہر کر دے گا۔

☆ میں بھی جواب دہ ہوں اور تم لوگ بھی جوابدہ ہو، تم لوگوں سے میرے بارے میں سوال ہوگا تو تم کیا کہو گے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم گواہی دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا، پیغام رسانی کا حق ادا کر دیا، اور ہم لوگوں کے ساتھ خیر خواہی فرمائی، پس اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین اجر عطاء فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ

****

کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، قیامت آکر رہے گی، جس میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ قبر والوں کو پھر زندہ فرمائیں گے؟ سامعین نے عرض کیا: ہم لوگ اس کی گواہی دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا: بارِالٰہا! آپ گواہ رہئے!!

☆ پھر فرمایا: اے لوگو میں حوض کوثر پر تم لوگوں سے پہلے پہنچنے والا ہوں، پھر تم بھی اس حوض پر آؤ گے، اس حوض کی وسعت بصریٰ سے مقام صنعاء کی مسافت کے برابر ہے، اس حوض میں ستاروں کی تعداد کے برابر چاندی کے پیالے ہیں، جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم سے کتاب وسنت (ثقلین) کے بارے میں دریافت کروں گا، تو تم اچھی طرح نظر رکھنا کہ میرے بعد ان دونوں کے ساتھ تمہارا کیا معاملہ رہتا ہے؟ ''ثقل اکبر'' اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، جس کا ایک کنارہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھ میں ہے، پس اس کو مضبوطی سے تھامے رہو، نہ راہ راست سے ہٹو، نہ اس میں کوئی تبدیلی کرو، اور میرے عترت، میرے اہل بیت ہیں۔ مجھے خدائے لطیف وخبیر نے بتایا ہے کہ یہ دونوں (کتاب اللہ، اور عترت رسول) ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ حوض کوثر پر آجائیں۔

☆ بے شک صدقہ میرے لئے اور میرے اہل بیت کے لئے حلال نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی کی گردن کا ایک بال پکڑا اور فرمایا: خدا کی قسم! اس کے برابر اور اس کے ہم وزن زکوۃ بھی ان کے لئے جائز نہیں۔

****

☆ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اس وقت موجود ہے، وہ اس کو پیغام پہنچا دے جو موجود نہیں ہے، ممکن ہے کہ جسے پیغام پہنچایا جائے، وہ سننے والے سے زیادہ اس کو محفوظ کرنے والا ہو، سنو! کیا میں نے تمہیں خدا کا پیغام پہنچا نہیں دیا؟؟

تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمتیں ہوں

یہ وہ عظیم الشان، معنویت سے بھرپور اور مضامین کے اعتبار سے جامع ترین خطبہ ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹/ذی الحجہ ۱۰ھ کو عرفات کے میدان میں دیا تھا، جناب صبار دانش نے حدیث وسیرت اور عربی زبان وادب سے متعلق ۱۹/کتابوں سے اس خطبے کے اقتباسات کو جمع کیا ہے، یہ خطبہ ایک طرف مسلمانوں کے لئے انفرادی اور اجتماعی زندگی اور حقوق اللہ اور حقوق الناس کے سلسلہ میں روشن چراغ اور مینارۂ نور ہے، اور دوسری طرف انسانی حقوق کا ایک جامع چارٹ اور راہنما دستور ہے، جس میں جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت، عورتوں اور غلاموں کے حقوق، اور ان تمام امور پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو ایک امن وسلامتی کے متلاشی سماج کے لئے ضروری ہے، آئیے اس خطبہ کو بار بار پڑھئے، اس آئینہ میں اپنی تصویر دیکھنے کی کوشش کیجئے، اور اپنی زندگی کے خط وخال کو درست کیجئے:

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
وگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

****

اخبار دارالعلوم

محمد رحمت اللہ

سالانہ تعطیل

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تعلیمی سال شعبان المعظم میں مکمل ہوا۔تمام درجات کے سالانہ امتحانات منعقد ہوئے۔ رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کی جموں کشمیر شاخ کے تحت حفظ وناظرہ تجوید اور عربی درجات کے امتحانات منعقد ہوئے۔نتائج ہنوز تادم تحریر وصول ہونا باقی تھے۔ بقیہ درجات اور شعبہ جات کے امتحانات بھی وقت پر طے شدہ نظام کے تحت منعقد ہوئے۔ اور ذمہ داران امتحانات واساتذہ کرام نے پوری محنت کے ساتھ نتائج کو بھی مکمل کرنے کی کوشش کی۔اس طرح سے شعبان المعظم کے اخیر میں جملہ درجات میں سالانہ تعطیل کردی گئی۔ اس کے ساتھ ہی طلبہ عزیز اپنے اپنے گھروں کو اپنے والدین اور عزیز واقرباء کی زیارت وملاقات کے لئے نیز رمضان المبارک کو اہتمام اور سکون کے ساتھ گذارنے کے لئے روانہ ہوگئے۔

اعتکاف

رمضان المبارک جو عبادتوں کا موسم بہار ہے کی آمد قریب ہوتی گئی تو شائقین اپنے معمول کے مطابق دفتر مدرسہ سے رابطہ کر کے ماہ مبارک کے نظام کی ترتیب معلوم کرنے لگے۔ الحمدللہ حسب معمول شروع رمضان سے ہی شوق وذوق رکھنے والے حضرات دارالعلوم رحیمیہ کی مسجد شریف میں قیام فرما ہوئے اور آخری

****

عشرہ آتے آتے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور فضل وکرم سے اس آمد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ آخری عشرہ شروع ہوتے ہی مسجد شریف کی ساری منزلیں یہاں قیام کرنے کا ارادہ کرنے والے خوش نصیب حضرات سے بھر گئی۔اس طرح سے ماہ مبارک کے آخری عشرہ میں دن رات اس مسجد شریف میں اعمال رمضان خصوصاً اور عموماً عبادت ودعا کا ماحول رہتا ہے۔ ہر طبقہ چاہے وہ کسی بھی عمر سے تعلق رکھتا ہو جوان، بزرگ، طلباء، علماء، تجار، ملازم غرض سبھی حضرات جن کو منجانب اللہ توفیق ارزانی ہوتی ہے تشریف لاکر اپنے مولائے حقیقی کی بارگاہ میں یکسوئی کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر پورے مہینہ روزانہ تراویح میں تین تین پارے پڑھے جاتے ہیں۔اس طرح سے ہر عشرہ میں ایک ایک قرآن پاک ختم ہوتا ہے اور تراویح میں ہی پورے مہینہ میں تین قرآن پاک مکمل کئے جاتے ہیں۔ انفرادی تلاوت کا معمول اس کے علاوہ ہے۔اسی طرح تعلیم وموعظت کی مجلسوں کا انعقاد ہوتا ہے۔اس طرح سے اس مبارک مہینہ کو دلچسپی اور یکسوئی کے ساتھ وصول کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سارے عمل میں مدرسہ کے مالیات میں سے کچھ خرچ نہیں کیا جاتا بلکہ تمام اخراجات حتی کہ اس مہینہ کی بجلی اور پانی کا خرچہ بھی معتکفین کی جانب سے ادا کر دیا جاتا ہے۔ فالحمد لله علی ذالك۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس سلسلہ کو ہدایت وترقی اور خیر وبرکت کا ذریعہ بنائے۔

****

وفیات

مولانا فیاض احمد قاسمی
استاد دارالعلوم رحیمیہ

۱۔ دارالعلوم رحیمیہ کے سابق متعلم و فاضل مولانا ریاض احمد ملمپن پورہ کی ہمشیرہ کے انتقال کی خبر آئی ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرما کر اس کو جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۲۔ دارالعلوم رحیمیہ کے ابنائے قدیم میں سے قاری حافظ غلام نبی صاحب لداخی کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اللہ تعالیٰ جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔

۳۔ صوبہ کرناٹک کے مشہور عالم دین، صوفی بزرگ اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن رکین حضرت مولانا شاہ قادری مصطفیٰ رفاعی جیلانی کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

نہایت سادہ طبیعت اور نرم مزاج کے مالک تھے۔ایک بار مولانا محمد امین صاحب کے ساتھ دارالعلوم رحیمیہ بھی تشریف لائے تھے بہت دعاؤں سے نوازا تھا۔اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمات کو قبول فرما کر جنت میں درجات بلند فرمائے اور پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین۔

۴۔ دعوت وتبلیغ کے مشہور ذمہ دار بارہمولہ کشمیر کے جناب حاجی محمد یوسف بٹ صاحب کی اہلیہ محترمہ کا رمضان المبارک میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ

راجعون۔ اللہ تعالیٰ جنت نصیب فرما کر حاجی صاحب اور صاحبزادگان و جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ جناب عبدالسبحان لون صاحب کی مغفرت فرما کر ان کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب پانڈور افریقی خلیفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ خادم حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے ساتھ موصوف کا بیعت کا تعلق تھا۔

کشمیر میں سن دو ہزار پانچ کے زلزلہ اور اس کے کچھ سال بعد کے سیلاب کے موقعہ پر ریلیف کا کام کرنے والی علماء کی جماعتوں کے ساتھ کافی خدمت خلق اللہ انجام دی۔ جمعیت علماء ریلیف کمیٹی میں اول تا آخر خادم رہے۔

دارالعلوم رحیمیہ میں سن 2010ء میں منعقد ہونے والے پورے ماہ کے مشائخ کے اعتکاف کے سال انتہائی خراب حالات میں پورے گھر کے ساتھ علماء صلحا مشائخ اولیاء اللہ معتکفین کی میزبانی خدمت اور انتظامات انجام دیتے رہے یہ ان کے لئے ذخیرہ آخرت ہوگا۔ان شاء اللہ۔ کچھ عرصہ سے علیل تھے۔آخر کار داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اللہ تعالیٰ پسماندگان و جملہ اہل و عیال کو صبر جمیل عنایت فرمائے۔امین۔

۶۔ مولانا مشتاق احمد راتھر صاحب رحیمی سابق مدرس دارالعلوم رحیمیہ بانڈی

پورہ کے والد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔اللہ تعالیٰ مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۷۔ ڈاکٹر سید غلام سبطین مسعودی کے بھی انتقال کی خبر اخبارات کے ذریعہ موصول ہوئی، موصوف میر واعظ کشمیر مولوی محمد عمر فاروق صاحب کے والد نسبتی اور ریٹائرڈ جسٹس حسنین مسعودی جو سابق پارلیمنٹ ممبر بھی رہے اور اب رکن اسمبلی بھی ہیں کے برادر تھے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب فرمائے اور میر واعظ صاحب نیز دیگر اہل خانہ و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۸۔ ناظم دارالعلوم رحیمیہ کے سکول کے زمانہ میں عصری علوم کے استاد جناب محترم ہارون رشید بٹ صاحب کی اہلیہ محترمہ کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔اللہ تعالیٰ جنت نصیب فرمائے اور استاد محترم اور دیگر رشتہ داروں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۹۔ خانقاہ محمودیہ کے قدیم ساتھی جناب فیاض احمد وانگنو صاحب کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔اللہ تبارک وتعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جملہ مرحومین کے لئے دارالعلوم رحیمیہ میں ایصال ثواب کیا گیا۔
قارئین سے بھی ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

****

دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کے لئے ضرورت ہے

۱۔ عصری علوم یعنی انگریزی، حساب، سائنس اور سوشل سائنس پڑھانے کے لئے دو اچھے ماہر سند یافتہ پوسٹ گریجویٹ اساتذہ کی ضرورت ہے۔ جنہوں نے اپنے اپنے فن میں مہارت حاصل کی ہو اور تجربہ بھی پڑھانے کا رکھتے ہوں نیز تعلیم وتدریس کی لائن سے دلچسپی بھی ہو۔تنخواہ حسب لیاقت باہمی گفت وشنید سے طے کی جائے گی۔انٹرویو اور جانچ پڑتال کے بعد ہی تقرر ہوگا۔دینی وضع قطع رکھنے والوں کی ترجیح دی جائے گی۔

۲۔ ایک عدد کمپیوٹر آپریٹر کی ضرورت ہے جو اردو، انگریزی دونوں زبانوں سے واقف ہو دیگر امور کے علاوہ ان پیج (inpage) بھی جانتا ہو۔معتبر ادارہ سے ڈگری یا ڈپلومہ حاصل کیا ہو۔

۳۔ ایک عدد سیلز مین کی ضرورت ہے جس نے بزنس میں تجربہ حاصل کیا ہو، کسی معتبر ادارہ سے ڈگری یا ڈپلومہ حاصل کیا ہو، اردو، انگریزی اچھی طرح جانتا ہو۔امانت دیانت کا حامل ہو۔انٹرویو و گفتگو کے بعد اوقات کار اور معقول تنخواہ کا تعین کیا جائے گا۔

۴۔ ایک عدد جنریٹر میکینک کی ضرورت ہے جو اپنے فن میں ماہر ہو، کام کا تجربہ رکھتا ہو، کسی معتبر ادارہ سے سند یافتہ ہو، ہمہ وقت میسر رہ سکے۔کام مستقل کرنا ہوگا۔تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔قیام طعام کا انتظام

****

بھی منجانب ادارہ ہوگا۔ انٹرویو اور باہمی گفتگو سے معاملات طے کئے جائیں گے۔

۵۔ ایک عدد بجلی میکینک کی ضرورت ہے جو اپنے فن میں ماہر اور معتبر ادارہ سے سند یافتہ ہو، کام کا اچھا تجربہ رکھتا ہو۔ ہمہ وقت میسر رہ سکے۔

۶۔ ایک عدد پلمبر مستری کی ضرورت ہے جو اپنے فن میں مہارت رکھتا ہو کسی معتبر ادارہ سے سند یافتہ ہو اور کام کا اچھا تجربہ رکھتا ہو۔ ہمہ وقت میسر رہ سکتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت باہمی گفتگو سے انٹرویو کے بعد طے کی جائے گی۔

نوٹ: ا۔ دینی وضع قطع کے حامل افراد کو ترجیح دی جائے گی۔

۲۔ انٹرویو اور جانچ پڑتال کے بعد ہی تقرر ہوگا۔

درخواستیں مع نقول اسناد و آدھار کارڈ ناظم دارالعلوم رحیمیہ کے نام دفتر مدرسہ کو اس اشتہار کی اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر واٹساپ نمبر **8899101091** یا ای میل **Raheemiyah@gmail.com** پر پہنچ جانی چاہئیں۔ انٹرویو کی تاریخ اس کے بعد دی جائے گی۔ انٹرویو کے وقت کاغذات کو برائے جانچ پڑتال ساتھ رکھنا ضروری ہوگا۔

المعلن: محمد رحمت اللہ میر قاسمی

ناظم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

****

مدرسۃ البنات دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

کی تعمیر و تکمیل کے صدقۂ جاریہ میں خصوصی حصہ لیجئے، موقعہ غنیمت جانیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے لڑکیوں کے لئے زیر تعمیر ''مدرسۃ البنات'' کی پہلی عمارت کی چھت تکمیل کی طرف رواں دواں ہے۔

اس کارِ خیر میں حصہ لینے کے لئے ''مدرسۃ البنات'' کا یہ اکاونٹ نمبر متعین کیا گیا ہے:

Account Number: **0727010100000200**
Title of Account: Madrasa Tul Banat Darul Uloom Raheemiyyah
Branch: JK Bank Nishat Park Bandipora
IFSC Code: **JAKA0NIPARK**

folder\2a7fb250-3ff2-42cb-b283-84759d3433bd.jfif not found.

اس سے قبل بھی اس تعمیر میں بہت سے خوش نصیب حضرات نے کمرے بنا کر یا کسی دوسرے کام میں مدد دیکر صدقۂ جاریہ میں اپنا حصہ شامل کیا ہے۔ شوق رکھنے والے حضرات مابقی کاموں میں سے کسی کام میں حصہ لیکر اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، عزیز و متعلقین کے لئے صدقہ جاریہ متعین کر سکتے ہیں۔ ایک کمرے کی لاگت ساڑھے پانچ لاکھ روپے ہے جتنی توفیق ہو کمروں میں یا چھت میں حصہ لیں۔ اللہ قبول فرمائے۔

اہم گذارش یہ ہے کہ بنک کھاتہ میں رقم ڈالنے کے بعد فون نمبر 9419089250 یا 8899101091 پر سکرین شاٹ یا واٹساپ میسج کے ذریعہ یا فون پر اطلاع کریں تا کہ رسید بھیجنے میں سہولت ہو۔

محمد رحمت اللہ کشمیری

ناظم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

****

اسباب مصائب

اوران کا علاج

افادات: فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
مرتب: مولانا مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس قسم کے واقعات ان حضرات کو کثرت سے پیش آئے جن کا احصاء بھی دشوار ہے۔ان کے بعد دوسرے اولیاء اللہ کو بھی اس قسم کے واقعات بکثرت پیش آئے ہیں۔کیا خوب کہا ہے ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ   کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

(یعنی تو خدا کی اطاعت کر دنیا کی ہر چیز تیری اطاعت کرے گی) اوران حضرات سے بھی کسی موقعہ پر کوئی لغزش ہوئی اس کی وجہ سے مشقتیں دقتیں اٹھانا پڑیں۔غزوۂ احد کا واقعہ

مشہور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ نافرمانی کی بناء پر جو غلط فہمی کی بناء پر سرزد ہوئی تھی مسلمانوں کو کتنی دقت اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو اپنی کثرت پر کچھ غرور پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے اتنی دقت اٹھانا پڑی کہ زمین بھی تنگ ہوگئی۔قرآن پاک میں اس کو بیان کیا گیا ہے۔

مرتدین کی لڑائی میں بنو حنیفہ سے مقابلہ کے موقعہ پر ایک کلمہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکل کیا گیا تھا کہ (یہ ہیں ہی کیا چیز ان جیسوں سے ہم نپٹ چکے ہیں فتح پا چکے ہیں) جس کی وجہ سے سخت مقابلہ کی نوبت آئی۔

بعض دفعہ کسی سنت کا ترک بھی فتح میں تاخیر کا سبب بن گیا۔اس سنت پر عمل کیا تو فتح ہوگئی۔اس قسم کے واقعات بھی بکثرت پیش آئے۔اسی وجہ سے ان حضرات کو اس کا بہت فکر رہتا تھا کہ کسی قسم کی کوئی نافرمانی اور کسی ادنیٰ سنت کا ترک بھی ان سے نہ ہو۔اسی کی وہ ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عراق کی لڑائی کے موقعہ پر نصیحت فرمائی:

''اس پر غرور نہ کرنا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی کہا جاتا ہے۔اللہ جل شانہ برائی کو بُرائی سے نہیں مٹاتے بلکہ برائی کو بھلائی سے مٹاتے ہیں۔اللہ کے درمیان اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے۔اس سے صرف بندگی کا معاملہ ہے اس کے یہاں شریف رذیل سب برابر ہیں۔اس کے انعامات اس کی اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی نبوت کے بعد سے وصال تک جو تم نے دیکھی ہے اس کو پیشِ نظر رکھنا اور اس کو مضبوط پکڑنا۔یہ میری خاص نصیحت ہے۔اس کو اگر تم نے نہ مانا تو عمل ضائع ہو جائے گا اور

نقصان اٹھاؤ گے۔

تم ایک بہت سخت اور دشوار کام کے لئے بھیجے جا رہے ہو جس (کی ذمہ داریوں) سے خلاصی بجز اتباع حق کے اور کسی صورت میں نہیں ہے اس لئے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو بھلائی کا عادی بنانا۔ اللہ کا خوف اختیار کرنا۔ اور اللہ کا خوف دو چیزوں میں مجتمع ہے۔ اس کی اطاعت میں اور گناہ سے احتراز میں۔ اور اللہ کی اطاعت جس کو بھی نصیب ہوتی ہے وہ دنیا سے بغض اور آخرت کی محبت کی وجہ سے نصیب ہوئی ہے۔ فقط (اشاعۃ)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے ساتھ جہاد کے لئے جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر بھیجا تو ان کو وصیت فرمائی کہ یہ پانچ چیزیں ہیں۔ کلمہ شہادت، نماز، زکوۃ، روزہ، حج جو شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے اس سے قتال کرنا۔ (خمیس)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب عتبہ بن غزوانؓ کو فارس کی ایک لڑائی میں امیر لشکر بنا کر بھیجا تو وصیت فرمائی۔ جتنا ممکن ہو تقوی کا اہتمام کرنا، فیصلے میں انصاف کا اہتمام کرنا۔ نماز کو وقت پر پڑھنا۔ اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی سلطنت کے حکام (گورنروں) کے پاس اعلان بھیجدیا تھا کہ سب سے زیادہ مہتم بالشان چیز میرے نزدیک نماز ہے جو اس کی حفاظت کر سکتا ہے وہ دین کے بقیہ اجزاء کی بھی حفاظت کر سکتا ہے۔ اور جو اس کو ضائع کردے گا وہ دین کے بقیہ امور کو بھی برباد کر دے گا۔

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی اہم مشکل اور گھبراہٹ کی بات پیش آتی تھی تو فوراً نماز کی طرف دوڑ کر رجوع فرماتے تھے۔

****

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آندھی چلتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لیجاتے تھے اور اس وقت تک باہر نہیں آتے تھے جب تک وہ تھم نہ جاتی۔ متعدد صحابہؓ نے مختلف عنوانوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول نقل کیا ہے کہ پریشانی اور گھبراہٹ کے وقت نماز کی طرف رجوع کرتے تھے اور ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی معمول تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی کثرت سے یہی معمول نقل کیا گیا ہے۔

(جاری)

****

ضروری معلومات

از: مفتی اعجاز احمد بٹ رحیمی خادم دارالافتاء والارشاد دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ

دور حاضر میں جہاں ایک طرف بہت ہی حد تک شریعت اور احکام شریعت سے دوری اور غفلت بڑھتی جارہی ہے وہیں پر ایک امید افزاء حقیقت یہ بھی ہے کہ بعض خوش نصیب حضرات کو دین پر چلنے کا اتنا شوق وذوق ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں اتباع سنت سے ہٹنا پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ صحیح اور محتاط صورت انہیں معلوم ہو۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ادارہ النور مناسب سمجھتا ہے کہ کسی کسی ماہ نصاب زکوٰۃ، مقدار اقل مہر، مقدار مہر فاطمی کی موجودہ ریٹ کے مطابق وضاحت کردی جایا کرے۔ تاکہ نکاح میں مہر فاطمی کی مقدار اور صاحب نصاب وغیر صاحب نصاب کی تعیین میں سہولت ہوسکے۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ جس ریٹ سے ہم نے حساب لگایا ہو اس کی صراحت بھی کردیں۔ تاکہ اگر کہیں ریٹ میں فرق پایا جائے تو آسانی سے اس کی بھی رعایت رکھی جاسکے۔ عمل دشوار نہ ہو۔

زکوۃ کا مقدار نصاب

چاندی: ۔عہد نبوی ﷺ کے رائج پیمانوں کے مطابق دوسو (۲۰۰) درہم

بعد کے رائج پیمانوں کے مطابق ساڑھے باون تولہ چاندی۔

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۶۱۲٫۳۶۰) چھ سو بارہ گرام تین سو ساٹھ ملی گرام

قیمت در سرینگر، مورخہ ۸/شعبان ۱۴۴۶ھ مطابق 7/فروری 2025ء

کل رقم Rs:58796.00 (اٹھاون ہزار سات سو چھیانوے روپے)

سونا: ۔ عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق بیس مثقال

بعد کے رائج پیمانوں کے مطابق ساڑھے سات تولہ

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۸۷٫۴۸۰) ستاسی گرام چار سو اسی ملی گرام)

قیمت در سرینگر، مورخہ ۸/شعبان ۱۴۴۶ھ مطابق 7/فروری 2025ء

کل رقم Rs.656212.00 (چھ لاکھ چھپن ہزار دو سو بارہ روپے)

مقدار مہر فاطمی:۔

(۱,۵۳۰٫۹۰۰) ایک کلو پانچ سو تیس گرام، نو سو ملی گرام چاندی

احتیاطاً (۱,۵۳۱) ایک کلو پانچ سو اکتیس گرام

قیمت در سرینگر، مورخہ ۸/شعبان ۱۴۴۶ھ مطابق 7/فروری 2025ء

کل رقم Rs.146976.00 (ایک لاکھ چھیالیس ہزار نو سو چھہتر روپے)

مقدار صدقہ فطر:۔

عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا۔

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۱۶۳۳) ایک کلو چھ سو تینتیس گرام گندم یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت۔

قیمت در بانڈی پورہ، مورخہ ۸/شعبان ۱۴۴۶ھ مطابق 7/فروری 2025ء

یہاں گیہوں کے آٹے کی قیمت فی کلو 40 روپے ہے اسی وزن کے حساب سے **65.32** روپے بنتے ہیں۔ احتیاطاً **66** روپے دیئے جاسکتے ہیں۔

قسم کا کفارہ:۔

اگر قسم کھا کر توڑ دے تو شریعت نے دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا ان کو کپڑا دینے کا حکم دیا ہے۔ دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا اگر دیدیا جائے تو قسم کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

رائج اوزان کے مطابق نصف صاع (۱۶۳۳) ایک کلو چھ سو تینتیس گرام بنتے ہیں۔ اس طرح سے دس نصف صاع کی مقدار سولہ کلو تین سو تیس گرام گرام ہوتی ہے۔

قیمت در بانڈی پورہ مورخہ ۸/شعبان ۱۴۴۶ھ مطابق 7/فروری 2025ء گیہوں کے آٹے کا عمومی بازار میں ریٹ فی کلو **40** روپے ہے۔ اسطرح مقدار کفارہ **654** روپے بنتی ہے۔

مدرسۃ البنات دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

کی تعمیر و تکمیل کے صدقۂ جاریہ میں خصوصی حصہ لیجئے، موقعہ غنیمت جانیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے لڑکیوں کے لئے زیر تعمیر ''مدرسۃ البنات'' کی پہلی عمارت کی چھت تکمیل کی طرف رواں دواں ہے۔

اس کارِ خیر میں حصہ لینے کے لئے مدرسۃ البنات کا یہ اکاونٹ نمبر متعین کیا گیا ہے:

Account Number: **0727010100000200**
Title of Account: Madrasa Tul Banat Darul Uloom Raheemiyyah
Branch: JK Bank Nishat Park Bandipora
IFSC Code: **JAKA0NIPARK**

اس سے قبل بھی اس تعمیر میں بہت سے خوش نصیب حضرات نے کمرے بنا کر یا کسی دوسرے کام میں مدد دیکر صدقۂ جاریہ میں اپنا حصہ ادا کیا ہے۔ شوق رکھنے والے حضرات ماںقی کاموں میں سے کسی کام میں حصہ لیکر اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، عزیز و متعلقین کے لئے صدقہ جاریہ متعین کر سکتے ہیں۔ ایک کمرے کی لاگت ساڑھے پانچ لاکھ روپے ہے جتنی توفیق ہو کمروں میں یا چھت میں حصہ لیں۔ اللہ قبول فرمائے۔

****

اہم گذارش یہ ہے کہ بنک کھاتہ میں رقم ڈالنے کے بعد فون نمبر 9419089250 یا 8899101091 پر سکرین شاٹ یا واٹساپ مسیج کے ذریعہ یا فون پر اطلاع کریں تاکہ رسید بھیجنے میں سہولت ہو۔

محمد رحمت اللہ کشمیری

ناظم دار العلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

اوقاف، سچائی اور غلط فہمیاں

اسلام میں اللہ کی بندگی کے دو طریقے ہیں، ایک جسمانی عمل کے ذریعہ اپنے خالق و مالک کا حکم بجالانا، دوسرے: اپنے مال کے ذریعہ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق کی خدمت کرنا، جسمانی عبادت کی مثال ہے، نماز، روزہ، حج، مالی عبادتیں دو طرح کی ہیں: ایک وہ جن کے ذریعہ ایک وفعہ میں لوگوں کی مدد کر دی جاتی ہے، اس کا نفع وقتی ہوتا ہے مستقل نہیں ہوتا، جیسے زکوۃ جو ڈھائی فیصد سے ۱۰ فیصد تک واجب ہوتی ہے اور صدقہ فطر کم از کم فی کس دو کیلو گیہوں واجب ہوتا ہے تا کہ عید کی خوشیوں میں غریب لوگوں کی بھی شرکت ہو جائے، دوسری قسم کی مالی عبادت وہ ہے، جس کا نفع جاری رہتا ہے، اور لوگوں کو ہمیشہ اس سے فائدہ پہنچتا رہتا

****

ہے، اس کو ''صدقہ جاریہ'' کہتے ہیں، جیسے کنواں کھودانا، بورویل کرانا، مسجد اور تعلیمی ادارہ کی تعمیر میں حصہ لینا، دینی اور اخلاقی کتابیں شائع کرا دینا، مسافروں اور یتیموں کے لئے قیام کا انتظام کرنا، اس طرح کے جو بھی خیر کے کام ہیں، وہ سب صدقہ جاریہ میں شامل ہیں۔

ایسے ہی صدقۂ جاریہ کی ایک شکل ''وقف'' کہلاتی ہے، وقف میں اصل شئ کو روک کر اس سے حاصل ہونے والا نفع وقف کرنے والے کے منشاء کے مطابق مستحقین پر خرچ کیا جاتا ہے، وقف اور عام صدقات کے درمیان بنیادی فرق یہی ہے کہ عام صدقات میں غرباء وضرورت مندوں کو اصل شئ کا مالک بنا دیا جاتا ہے، اور کسی اور مستحق کے لئے اس سے استفادہ کی گنجائش نہیں رہتی، اور وقف میں ایسا نہیں ہوتا، اس کا نفع مسلسل مستحقین کو پہنچتا رہتا ہے، یہ بھی اہم ہے کہ وقف پر نہ وقف کرنے والے کی ملکیت باقی رہتی ہے، نہ اس پر متولی کی ملکیت ہوتی ہے اور نہ ان لوگوں کی جن کو اس سے نفع اٹھانے کا حق دیا گیا ہے؛ بلکہ وقف کے بارے میں شریعت اسلام کا تصور یہ ہے کہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہوتی ہے: هو حبسها على حكم ملك الله تعالى (درمختار مع الرد، کتاب الوقف: ۴۹۳/۳) وقف کا دائرہ بہت وسیع ہے، جیسے فقراء کو نفع پہنچانے والی چیزوں کا وقف درست ہے، اسی طرح ایسا وقف بھی درست ہے، جس سے فقراء اور مالدار دونوں فائدہ اٹھا سکیں، یہاں تک کہ خود اپنی اولاد پر وقف کرنا بھی درست ہے (دیکھئے: درمختار، فصل فیما یتعلق بوقف الاولاد: ۶۰۴/۳)

مسلمانوں کے استفادہ کرنے کے لئے بھی وقف کرنا درست ہے، جیسے

مساجد، دینی مدارس، مسلمانوں کے قبرستان، درگاہیں، اسی طرح عام انسانی خدمت کے لئے بھی وقف ہوسکتا ہے اور ہوتا رہا ہے، جس سے وقف کرنے والے کی بیان کی ہوئی تفصیل کے مطابق مسلم وغیر مسلم سب استفادہ کر سکتے ہیں، جیسے: مسافر خانہ، ہسپتال، غرباء کے لئے قائم کئے گئے خیراتی ادارے، عصری تعلیم کے خیراتی ادارے، بیواؤں کی کفالت؛ بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ وقف انسانوں پر ہی ہو، دوسرے جانداروں کی خدمت کے لئے بھی وقف قائم کئے جاسکتے ہیں، جیسے جانوروں کے لئے چراگاہیں، حیوانات کے لئے علاج کے مراکز وغیرہ، اور اسلامی تاریخ میں اس طرح کے اوقاف قائم کئے جاتے رہے ہیں۔

وقف کرنے والے بنیادی طور پر مسلمان ہی ہیں؟ کیوں کہ اسلامی شریعت ہی میں وقف کا تصور رہا ہے، لیکن چوں کہ ہمارے ملک ہندوستان میں مختلف علاقوں میں ہندو راجاؤں اور مسلم بادشاہوں کی حکومتیں رہی ہیں؛ اس لئے کثرت سے مسلمان حکمرانوں نے اپنی ہندو رعایا کے لئے اوقاف قائم کئے، آج بھی بعض مندروں میں اس کی دستاویز موجود ہیں، عجیب بات یہ ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر جن کے ظلم کا سب سے زیادہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، انھوں نے کثرت سے ہندو مندروں اور مٹھوں پر جائیدادیں وقف کی ہیں، اسی طرح ہندو راجاؤں نے بھی اپنی مسلمان رعایا کے لئے اور مزاروں کے لئے جائیدادیں وقف کی ہیں، یہ کسی دباؤ کا نتیجہ نہیں تھا؛ بلکہ بھائی چارے، محبت، رواداری جو اس ملک کی خمیر میں ہے، اس کا اثر تھا۔

وقف میں بنیادی اہمیت اس بات کی ہے کہ وقف سے وقف کرنے والے کے مقصد کو حاصل کیا جائے، جیسے انسان زندگی میں اپنی املاک کو خواہش اور مرضی

کے مطابق خرچ کرتا ہے، اسی طرح وقف کے ذریعہ اس کی موت کے بعد بھی اس کو چھوڑی ہوئی املاک کی آمدنی اس کے منشاء کے مطابق اچھے کاموں میں خرچ کی جاتی ہے، اور اس کو اس کا ثواب پہنچتا رہتا ہے، وقف بورڈ کو، متولی کو یا سرکار کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہے کہ وقف کرنے والے نے جو مصارف متعین کئے ہیں، وہ ان سے ہٹ کر وقف کی آمدنی کو خرچ کریں، اگر کسی جگہ مسلم حکومت ہو تو وہاں بھی حکومت کو وقف کرنے والے کی منشاء سے ہٹ کر اپنی چاہت کے مطابق وقف کی آمدنی کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

افسوس کہ بعض لوگ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ وقف کی املاک بڑھتی جا رہی ہے، گویا وقف بورڈ سرکاری اراضی پر قبضہ کرتا جا رہا ہے، یہ غلط ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ ناجائز قابضین اور خود سرکار کی طرف سے وقف کی اراضی پر ناجائز قبضہ کے سبب وقف کی اراضی گھٹتی جا رہی ہیں، وقف پراپرٹی کے بڑھنے کی سچائی یہ ہے کہ مسلمان پانچ وقت کی نماز ادا کرنے کے لئے اپنی آبادی میں مسجد آباد کرتے ہیں، مرنے والوں کے لئے قبرستان تعمیر کرتے ہیں، بچوں کی دینی تعلیم کے لئے مدارس اور مکاتب بناتے ہیں، بڑے شہروں میں بچوں کے یتیم خانے اور کہیں بیوہ اور بے سہارا عورتوں کے لئے آسرا گھر تعمیر کرتے ہیں، اسی طرح جو لوگ تنہائی کی زندگی گزار رہے ہیں، ان کے بال بچے ان کے ساتھ نہیں ہیں، ان کے لئے اولڈ ایج ہوم بناتے ہیں، سے ہر مذہب کے ماننے والے استفادہ کرتے ہیں، یہ سب ایسی ضرورتیں ہیں، جن کی سماج کو ضرورت ہے، اور ان میں سے بیشتر ضرورتوں کا انتظام اصل میں حکومت کی ذمہ داری ہے، یہی وہ کام بلکہ کارنامے اور خدمت کے ادارے

****

ہیں، جن کی وجہ سے موجودہ دور میں تھوڑا بہت وقف کی املاک میں اضافہ ہو رہا ہے، اس طرح کی مذہبی املاک میں برادران وطن کے یہاں بھی اضافہ ہوتا ہے، مندر، مٹھ، آشرم اور اس کے تحت چلنے والے تعلیمی و خیراتی ادارے، شمشان گھاٹ سکھوں کے یہاں گورودوارے لنگر، عیسائیوں کے یہاں چرچ، ہسپتال اور اسکول، اگر جائزہ لیا جائے تو اس طرح کے اوقاف شاید غیر مسلم بھائیوں کے بڑھ جائیں اور یہ ایسی بات نہیں جس کی برائی کی جائے کسی قوم کا اچھے مقاصد کے لئے خرچ کرنا ایک قابل تعریف بات، یہ مدارس، مساجد، یتیم خانے، غرباء کی امداد کے لئے قائم کئے ہوئے ادارے، دینی یا عصری تعلیم کے خیراتی ادارے، مریضوں کے علاج، بیواؤں کی کفالت اور اس طرح کے مقاصد کے لئے قائم ہونے والے ادارے سب کے سب اوقاف میں داخل ہیں۔

حکومت کا فریضہ ہے کہ جیسے شخصی املاک کا احترام کیا جاتا ہے، اور جیسے پبلک جائیداد کے تحفظ کو گورنمنٹ قانونی اہمیت دیتی ہے، اسی طرح وہ وقف جائیداد کا بھی تحفظ کرے اور قانونی طور پر اس کی بازیابی کو آسان اور یقینی بنائے، یہ ایک حقیقت ہے کہ وقف کی اراضی پر ایسے بڑے بڑے ہوٹل تعمیر ہو گئے ہیں، کمپنیاں قائم ہو گئی ہیں کہ شاید اس کی واپسی آسان نہ ہو لیکن ایسا تو ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ انہیں کرایہ ادا کرنے پر مجبور کرے؛ تاکہ وقف کے مقاصد میں اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے اس کا استعمال ہو سکے، اسی طرح خود گورنمنٹ کے بہت سے دفاتر اور سرکاری بلڈنگیں وقف کی زمین میں بنی ہوئی ہیں محل وقوع کے اعتبار سے ان کا کرایہ بہت خطیر ہونا چاہئے، خود حکومت ایسی زیر استعمال جائیدادوں کا کرایہ وقف بورڈ کو

****

ادا کرے، اگر ایسی مقبوضہ اراضی کا مناسب کرایہ وقف بورڈ کو ادا کیا جائے تو غریب مسلمانوں کی تعلیم، یتیموں کی کفالت، مطلقہ بیوہ عورتوں کی پرورش، بے روزگار نوجوانوں کے لئے روزگار پر مبنی تربیت اور خود روزگار بنانے جیسے مسائل بہ آسانی حل کئے جاسکتے ہیں، اور انہیں حکومت کے سامنے کاسۂ گدائی پھیلانے سے نجات مل سکتی ہے۔

وقف کے لئے پارلیامنٹ میں غالبًا پہلی بار ۱۹۵۴ء میں مستقل قانون بنا، اس سے پہلے وقف کے لئے الگ سے کوئی قانون نہیں تھا اور وقف کے مسائل مسلم ایکٹ ۱۹۲۳ء کا حصہ تھے لیکن مسلمانوں کا احساس تھا کہ یہ قانون وقف کے تحفظ کے لئے ناکافی ہے، پھر ۱۹۸۴ء میں اس کی جگہ نیا وقف کا قانون آیا، لیکن یہ ایک ناکافی قانون تھا، پھر ۱۹۹۵ء میں نیا وقف قانون سامنے لایا گیا، جس میں مسلمان کے مطالبات کا کچھ حصہ پورا ہوا مگر زیادہ بڑا حصہ باقی رہا، اس کے بعد سن ۲۰۱۰ء میں نہایت عجلت کے ساتھ لوک سبھا سے ترمیم شدہ قانون وقف پاس کیا گیا، جسے جمعہ کے دن بالکل آخری وقت میں کسی بحث ومباحثے کے بغیر منظور کرلیا گیا، پھر ۲۰۱۳ء میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی کوششوں سے وقف ایکٹ میں ترمیم کروائی گئی، اور وقف ایکٹ کی خامیوں اور نقائص کو دور کیا گیا، اگر چہ اس کے ذریعہ بھی مسلمانوں کے سارے مطالبات پورے نہیں ہوسکے لیکن بڑی حد تک وقف ایکٹ مضبوط ہوگیا، جس کی وجہ سے اوقاف کو نسبت تحفظ نصیب ہوا، اب موجودہ حکومت وقف ایکٹ میں ترمیم کرنا چاہ رہی ہے۔

موجودہ حکومت نے جو ۱۹۹۵ء کے قانون میں ترمیمی بل پیش کیا ہے، وہ

وقف کو محفوظ کرنے کے بجائے اس کو غیر محفوظ بنانے کی منصوبہ بند سازش ہے؛ اس لئے کہ اس ترمیم کے مطابق:

(A) وقف بذریعہ استعمال کو ختم کردیا گیا ہے، یعنی وقف ایکٹ ۱۹۹۵ء میں یہ بات درج ہے کہ اگر طویل عرصے سے کوئی جائیداد بطور مسجد، درگاہ یا قبرستان استعمال میں ہے اور مذہبی اور خیراتی مقاصد کے لئے ہے تو اس کو وقف جائیداد تسلیم کیا جائے گا، اب وقف بذریعہ استعمال کے خاتمہ سے یہ ہوگا کہ جو مسجد، مدرسہ، درگاہ یا قبرستان صدیوں سے اس مقصد کے لئے استعمال ہورہا ہے، اگر مال گزاری ریکارڈ میں ان کا اندراج نہیں ہے تو ریاستی حکام اس پر ناجائز قبضہ کرسکتے ہیں، اور اس کی وجہ سے مسجدوں اور دیگر اوقاف پر فرقہ وارانہ دعوے اور اختلافات بھی بڑھ جائیں گے۔

(B) اب سنٹرل وقف کونسل میں غیر مسلم نمائندوں کو شامل کردیا گیا ہے، اور مسلمان نمائندوں کی تعداد بڑی حد تک کم کردی گئی، پہلے صرف ایک غیر مسلم وقف کونسل کا رکن ہوسکتا تھا، اب ان غیر مسلم اراکین کی تعداد ۱۳ ہوسکتی ہے، اور دو غیر مسلم اراکین تو لازماً شامل ہوں گے۔

پہلے ریاستی وقف بورڈ میں صرف ایک غیر مسلم اس کا چیئر پرسن ہوسکتا تھا، جب کہ باقی سارے ارکان مسلمان اور منتخب ہوتے تھے، اب بورڈ کے ۷/ارکان غیر مسلم ہوسکتے ہیں، اور دو ارکان کا غیر مسلم ہونا لازمی ہے، نیز ارکان کے انتخاب کے بجائے اب ریاستی حکومت کے ذریعہ وہ نامزد کئے جائیں گے۔

(C) یہ شرط تھی کہ وقف بورڈ کا چیف ایکزیکیٹو افسر مسلمان ہوگا، اب اس شرط کو

بھی ہٹادیا گیا ہے، اب اس کے بجائے ریاستی حکومت کوئی غیر مسلم چیف ایگزیکٹیوافسر مقرر کرسکتی ہے، اور اس عہدہ کے لئے وقف بورڈ کی سفارش کی ضرورت نہیں ہوگی۔

غرض کہ مسلمانوں کی نمائندگی کو خاص طور پر اس طرح نشانہ بنایا گیا ہے کہ لازمی مسلم ارکان کی تعداد کم کردی گئی ہے، اور لازمی غیر مسلم اراکین کو شامل کردیا گیا ہے، اور چیف ایگزکیٹیو افسر کے مسلمان ہونے کی شرط بھی ختم کردی گئی ہے۔ یقیناً یہ تجاویز دستور ہند کی دفعہ (۲۶) کے بالکل منافی ہیں۔

اس کے برعکس اتر پردیش، کیرالا، کرناٹک اور تامل ناڈو وغیرہ میں ایسے قانون موجود ہیں، جن کے مطابق ہندو جائیدادوں کا انتظام صرف ہندو ہی کرسکتے ہیں، بہار اینڈ ومینٹ ایکٹ کے تحت تین بورڈ قائم ہیں، ہندو اینڈ ومینٹ بورڈ، شو تمبر جین اینڈ ومینٹ بورڈ اور ڈگمبر جین اینڈ ومیٹ بورڈ، ان بورڈوں کے اراکین لازمی طور پر ہندو ہی ہوں گے، گرودوارہ پر بندھک کمیٹی کے اراکین بھی لازمی طور پر سکھ فرقے میں سے ہوں گے۔

(D) جیسا کہ ذکر کیا گیا ریاستی وقف بورڈ کے ارکان منتخب ہونے کے بجائے ریاستی حکومت کی جانب سے نامزد ہوں گے، چیف ایگزیکٹو افسر کے تقرر میں بھی وقف بورڈ کے پینل کی سفارش کو ختم کر دیا گیا ہے، اس طرح وقف جائیداد کے انتظام میں حکومت کی مداخلت کافی بڑھ گئی ہے۔

(E) کلکٹر کو وقف میں ذمہ دارانہ حیثیت دے دی گئی ہے اور یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ وقف جائیداد پر حکومت کے قابض ہونے کی صورت میں یہ مقبوضہ جائید

اداب وقف جائیدادیں نہیں رہیں گی، یہ اختیار مکمل طور پر کلکٹر کو دے دیا گیا ہے کہ وہ یہ طے کرے کہ کوئی جائیداد سرکاری جائیداد ہے یا نہیں؟ اس بارے میں کلکٹر کی رائے اب حتمی ہوگی، کلکٹر کے اس فیصلے کے بعد مال گزاری کے ریکارڈ میں ضروری تبدیلی کی جائے گی اور حکومت وقف بورڈ کو اپنا ریکارڈ درست کرنے کی ہدایت دے گی، جو کہ کلکٹر کی رائے کے مطابق ہوگی، اس کے علاوہ جب تک کلکٹر اپنی رائے نہیں دیتا، اس جائیداد کو وقف جائیداد تسلیم نہیں کیا جائے گا (دفعہ:۳،c)

رجسٹریشن کی درخواست موصول ہونے پر بورڈ اس درخواست کو کلکٹر کو پیش کرے گا، کلکٹر کو اس درخواست کے صحیح اور جائز ہونے کے فیصلے کا اختیار ہوگا، (دفعہ:۳۶) اگر کلکٹر کی رائے میں یہ جائیداد کلی یا جزوی طور پر متنازعہ ہے یا سرکاری جائیداد ہے تو اس جائیداد کو بطور وقف رجسٹر نہیں کیا جائے گا، یہ معاملہ پھر بعد میں عدالت سے طے ہوگا (دفعہ:۳۶،A7)

(F) وقف بورڈ سے اس کا وقف رجسٹریشن کرنے کا اختیار چھین لیا گیا ہے اور یہ اختیار اب مرکزی حکومت کو دے دیا گیا ہے۔ (دفعہ:۳۶)

(G) کلکٹر کو مطلق اختیارات دینے کے نتیجے میں کلکٹر کو اب یہ اختیار ہوگا کہ وہ وقف کی نوعیت کو بدل کر کے ان کے سرکاری جائیداد ہونے کا حکم دیدے اور مال گزاری کے ریکارڈ بھی تبدیل کردے۔

☆ کلکٹر انتظامیہ کو یہ مطلق اختیار ہوگا کہ وہ کسی غیر متنازعہ وقف جائیداد کو متنازعہ بنادے۔

☆ موجودہ ایکٹ کی دفعہ ۲۰ کے تحت بورڈ کو وقف جائیدادوں کی نوعیت، ان

کے بارے میں معلومات اور رجسٹریشن وغیرہ سے متعلق حاصل تمام اختیارات کو چھین لیا گیا ہے اور یہ سارے اختیارات کلکٹر کے سپرد کردیئے گئے ہیں۔

(H) موجودہ قانون وقف کی دفعہ ۷/ میں یہ تحریر ہے کہ اگر اوقاف کی فہرست میں درج کسی وقف جائیداد کے بارے میں شبہ ہو تو متلقہ فریق ایک سال کے اندر ٹربیونل کو درخواست دے سکتا ہے اور اس عرصے کے بعد کسی نئے دعوی پر غور نہیں کیا جائے گا، مجوزہ ترمیم میں اس کو ہٹا دیا گیا ہے اور ٹربیونل کے فیصلہ کے حتمی ہونے کو بھی ختم کر دیا گیا ہے، اس کے بجائے اس شرط کا اضافہ ہے کہ فہرست کی اشاعت کے بعد دوسال تک دعوی دائر کیا جا سکتا ہے، اس سے انتشار پیدا ہوگا اور تنازعات بڑھیں گے۔

(I) ٹربیونل کی قوت کو بہت کم کر دیا گیا ہے۔

(J) بل میں یہ تحریر ہے کہ جو شخص گزشتہ کم سے کم ۵/سال سے اسلام پر عمل کر رہا ہو صرف وہی وقف قائم کرسکتا ہے، یہ پوری طرح شریعت کے خلاف ہے، اسلام کی نظر میں جو شخص آج اسلام قبول کرے، وہ بھی اسی طرح مسلمان ہے، جیسے ۵۰/سال پہلے مسلمان ہونے والا شخص۔(دفعہ:۳)

(K) ایکٹ پر عمل درآمد سے وہ جائیدادیں جو کسی غیر مسلم نے وقف کے لئے عطیہ کی ہوں اور بطور مسجد، قبرستان اور مسافر خانہ استعمال ہو رہی ہیں، ان کو ختم کر دیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے اپنا یہ موقف واضح کر دیا ہے کہ:

☆ وقف ایکٹ ۲۰۱۳ء میں کوئی ایسی تبدیلی جس سے وقف جائیدادوں کی

حیثیت ونوعیت بدل جائے، یا اس کو ہڑپ کر لینا حکومت یا کسی فرد کے لئے آسان ہو جائے، ہرگز قابل قبول نہیں ہوگی، اسی طرح وقف بورڈوں کے اختیارات کو کم یا محدود کرنے کو بھی قطعاً برداشت نہیں کیا جائے گا۔

حکومت نہایت معصومیت سے ان معاملات کو اس طور پر پیش کر رہی ہے کہ یہ لوگوں کے مفاد میں ہے، مسلمانانِ ہند بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ مرکزی حکومت کی ایک منصوبہ بند سازش ہے، اس بل کی ترامیم یک طرفہ اور من مانی ہیں اور دستور ہند کی دفعہ ۲۵، ۲۶، ۲۹ اور ۴۱ کے منافی ہیں۔

ان حقائق اور معاملے کی نزاکت کے پیش نظر ہم ملک کے تمام محبّ وطن اور انصاف پسند سیاسی قائدین، میڈیا سے وابستہ افراد اور عام شہریوں سے اس بل کی مخالفت میں تعاون کے طلب گار ہیں۔

ضروری معلومات

از: مفتی اعجاز احمد بٹ رحیمی خادم دارالافتاء والارشاد دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ

دور حاضر میں جہاں ایک طرف بہت ہی حد تک شریعت اور احکام شریعت سے دوری اور غفلت بڑھتی جا رہی ہے وہیں پر ایک امید افزاء حقیقت یہ بھی ہے کہ بعض خوش نصیب حضرات کو دین پر چلنے کا اتنا شوق وذوق ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں اتباع سنت سے ہٹنا پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ صحیح اور محتاط صورت انہیں معلوم ہو۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ادارہ ''النور'' مناسب سمجھتا ہے کہ ہر ماہ نصاب زکوٰۃ، مقدار مہر فاطمی کی موجودہ ریٹ کے مطابق وضاحت

کردی جایا کرے۔ تاکہ نکاح میں مہر فاطمی کی مقدار اور صاحب نصاب کی تعیین میں سہولت ہوسکے۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ جس ریٹ سے ہم نے حساب لگایا ہو اس کی صراحت بھی کردیں۔ تاکہ اگر کہیں ریٹ میں فرق پایا جائے تو آسانی سے اس کی بھی رعایت رکھی جاسکے۔ عمل دشوار نہ ہو۔

زکوۃ کا مقدار نصاب

چاندی:۔ عہد نبوی ﷺ کے رائج پیمانوں کے مطابق دوسو (۲۰۰) درہم

بعد کے رائج پیمانوں کے مطابق ساڑھے باون تولہ چاندی۔

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۶۱۲،۳۶۰) چھ سو بارہ گرام تین سو ساٹھ ملی گرام

قیمت در سرینگر، ۔۔۔ رشعبان ۱۴۴۶ھ مطابق ۔۔۔ رفروری 2025ء

کل رقم 00. .... Rs (روپے)

سونا:۔ عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق بیس مثقال

بعد کے رائج پیمانوں کے مطابق ساڑھے سات تولہ

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۸۷،۴۸۰) ستاسی گرام چار سو اسی ملی گرام)

قیمت در سرینگر، ر۔۔۔ رشعبان ۱۴۴۶ھ مطابق ۔۔۔ رفروری 2025ء

کل رقم

مقدار مہر فاطمی:۔

(۱،۵۳۰،۹۰۰) ایک کلو پانچ سو تیس گرام، نوسو ملی گرام چاندی

احتیاطاً (۱،۵۳۱) ایک کلو پانچ سو اکتیس گرام

****

قیمت در سرینگر، ۔۔۔ رشعبان ۱۴۴۶ھ مطابق ۔۔۔ رفروری 2025ء

کل رقم

مقدار صدقہ فطر:۔

عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا۔

موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۱۶۳۳) ایک کلو چھ سو تینتیس گرام گندم یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت۔

قیمت در بانڈی پورہ مورخہ ۔۔۔ رشعبان ۱۴۴۶ھ مطابق ۔۔۔ رفروری 2025ء

یہاں گیہوں کے آٹے کی قیمت فی کلو 35 روپے ہے اسی وزن کے حساب سے 58 روپے بنتے ہیں۔

بعض حضرات گیہوں یا اس کے آٹے کے علاوہ کھجور، کشمش یا جو کے معیار کے مطابق صدقہ فطر ادا کرنا چاہتے ہیں ان کی سہولت کے لئے ان چیزوں کے اوزان بھی درج کئے جاتے ہیں۔

عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق کھجور ایک صاع رائج اوزان کے مطابق (3266g) قیمت مطابق ریٹ بانڈی پورہ 980 روپے		عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق کشمش ایک صاع رائج اوزان کے مطابق (3266g) قیمت مطابق ریٹ بانڈی پورہ 980 روپے

****

عہد نبوی ﷺ کے پیمانوں کے مطابق

جَو ایک صاع

رائج اوزان کے مطابق (3266g) تین کلو دوسو چھاسٹھ گرام

قیمت 115 روپے مطابق ریٹ در بازار بانڈی پورہ

قسم کا کفارہ:۔

اگر قسم کھا کر توڑ دے تو شریعت نے دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا ان کو کپڑا دینے کا حکم دیا ہے۔ دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا اگر دیدیا جائے تو قسم کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

رائج اوزان کے مطابق نصف صاع (۱۶۳۳) ایک کلو چھ سو تینتیس گرام بنتے ہیں۔ اس طرح سے دس نصف صاع کی مقدار سولہ کلو تین سو تیس گرام ہوتی ہے۔

قیمت در بانڈی پورہ۔۔۔رشعبان ۱۴۴۶ھ مطابق۔۔۔رفروری 2025ء

گیہوں کے آٹے کا عمومی بازار میں ریٹ فی کلو ۔۔۔۔ روپے ہے۔ اسطرح مقدار کفارہ ۔۔۔۔ روپے فی یوم بنتی ہے۔ اور دس دون کا کفارہ۔۔۔۔۔۔ روپے بنتا ہے۔

مدرسۃ البنات دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

کی تعمیر و تکمیل کے صدقۂ جاریہ میں خصوصی حصہ لیجئے، موقعہ غنیمت جانیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے لڑکیوں کے لئے زیر تعمیر ''مدرسۃ البنات'' کی پہلی عمارت کی آخری منزل مکمل ہونے جارہی ہے۔ اب اس میں اہم مرحلہ چھت کے بنانے کا تھا۔ انجینئر حضرات کے تخمینہ کے مطابق چھت میں اس کا لیبر اور میٹریل کا کل ملا

****

خرچہ تقریباً 40 لاکھ روپیہ طے ہوا تھا۔ الحمدللہ اب وہ تکمیل کی طرف رواں دواں ہے۔

عمارت کی چھت کی حیثیت سر پوش کی طرح ہوتی ہے جو سارے کام کی سر پوشی اور سایہ کرتا ہے۔ لہذا بچیوں اور مستورات کے اس ادارے کی سر پوشی اور سایہ کا انتظام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور سایہ نصیب ہونے کا ذریعہ بنے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس کارِ خیر میں حصہ لینے کے لئے مدرسۃ البنات کا یہ اکاونٹ نمبر متعین کیا گیا ہے:

Account Number: **0727010100000200**
Title of Account: Madrasa Tul Banat Darul Uloom Raheemiyyah
Branch: JK Bank Nishat Park Bandipora
IFSC Code: **JAKA0NIPARK**

اس سے قبل بھی اس تعمیر میں بہت سے خوش نصیب حضرات نے کمرے بنا کر یا کسی دوسرے کام میں مدد دیکر صدقۂ جاریہ میں اپنا حصہ ادا کیا ہے۔ اب پھر اللہ پاک نے یہ موقعہ عطا فرمایا کہ شوق رکھنے والے حضرات باقی کاموں میں سے کسی کام میں حصہ لیکر اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، عزیز و متعلقین کے لئے صدقہ جاریہ متعین کر سکتے ہیں۔ اپنی خواتین کو بھی ترغیب دیں تا کہ وہ بھی اپنا حصہ اس کارِ خیر میں لگائیں کیونکہ یہ مدرسہ مستورات کے لئے مخصوص ہے۔ ایک کمرے کی لاگت ساڑھے پانچ لاکھ روپے ہے جتنی توفیق ہو کمروں میں یا چھت میں حصہ لیں۔ اللہ قبول فرمائے۔

****

اہم گذارش یہ ہے کہ بنک کھاتہ میں رقم ڈالنے کے بعد فون نمبر 9419089250 یا 8899101091 پر سکرین شاٹ ڈال دیں یا واٹساپ مسیج کے ذریعہ یا فون پر اطلاع کریں نیز اپنا نام اور ایڈرس روانہ کریں تا کہ رسید بھیجنے میں سہولت ہو۔ کیونکہ اب یہ تفصیلات بنک سے دستیاب نہیں ہوتیں۔

محمد رحمت اللہ کشمیری

ناظم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر